آج کی بات
صوتی کالم
تلاشِ حق
شہناز مزمل
مرتب صائمہ جبین مہک

تلاشِ حق

مقرر۔ شہناز مزمل

ماخوذ۔ صوتی کالم

آج کی بات

مرتب و انتخاب۔ صائمہ جبین مہکؔ

ایڈیشن اول مئی 2018ء

انتساب

محترمہ ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کے نام

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	پیشِ لفظ	
2	حُسنِ سلوک	8
3	وقت کی قدر دانی	10
4	عشقِ حقیقی	13
5	یقینِ کامل	15
6	اللہ کی رضا کا حصول	17
7	امید اور حقیقت میں توازن	19
8	حالِ دل	20
9	اللہ تیرا شکر ہے	22
10	عزتِ نفس	24
11	یہ رب کی عطا ہے	26
12	مثبت سوچ	28
13	اہلِ علم	30
14	فیض کے چشمے	32
15	اللہ کی رحمت	34
16	خود شناسی	36
17	رب کی رضا	38
18	اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں	40

19	آخرت کو نہ بھولیں	43
20	عشقِ اللہ اور عشقِ رسولؐ	46
21	اللہ کا ذکر افضل ترین ہے	48
22	معاف نہ کرنے کے نقصانات	49
23	اللہ سراپا محبت	52
24	شکر نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے	54
25	اللہ ہی سے مدد مانگو	57
26	اللہ کی خاطر محبت کریں	59
27	نفرت کا زہر مٹا دیں	61
28	اپنا دل صاف رکھیں	64
29	یقینِ کامل کامیابی کا زینہ	67
30	توکل سب سے بڑی طاقت	69
31	علم با عمل	72
32	دنیا و آخرت کی بھلائی	77
33	نفسِ مطمئنہ کی تلاش	81
34	تین خرابیاں	83
35	بچوں کی اخلاقی و روحانی تربیت	85
36	دعا رد نہیں ہوتی	87
37	رب کو حال سنائیں	89
38	محبتوں کا صلہ	91
39	رمضان المبارک کی برکتیں	93
40	رمضان المبارک میں اعمال کا اجر	96

41	رمضان اور اپنا محاسبہ	98
42	رمضان میں عبادات کا ثواب	100
43	رب کے حضور جھک جائیں	103
44	دعا	105
45	دعا	106
46	دعا	108

پیشِ لفظ

انسان کی زندگی کا مقصد تلاشِ حق ہے۔ تاکہ وہ دنیا میں اپنے آنے کا مقصد تلاش کر سکے اور رب تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے۔ ہماری زندگی میں کچھ اللہ کے پیارے بندے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے دل میں مخلوق کا درد لیے ان کی ہدایت ور ہنمائی کے لیے دعا گو ہوتے ہیں۔ وہ جب خود حق کا راستہ تلاش کر لیتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کے لیے بھی بے لوث ہو کر حق کی تبلیغ کے لیے کوشاں ہو جاتے ہیں۔ محترمہ ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کا شمار بھی ایسی ہی ہستیوں میں ہوتا ہے۔ مخلوق کی رہنمائی کے لیے اور راہِ حق کو آسان بنانے کے لیے گزشتہ کچھ سالوں سے صوتی کالم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جو ہر روز بلاناغہ ہزاروں لوگوں تک انھیں عظیم ہستی کے ہاتھوں پہنچتا ہے۔

محترمہ کے صوتی کالم میرے لیے بہت بڑے رہنما کے طور پر ثابت ہوئے ہیں۔ میں زندگی میں محترمہ کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ اور یہ بات اپنے لیے باعثِ مسرت سمجھتی ہوں کہ مجھے محترمہ شہناز مزمل صاحبہ کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ اور وہ میری استاد ور ہنما ہیں۔ اس کتاب کو ترتیب دینے کا مقصد اس نیک کام میں اپنا کچھ حصہ شامل کرنا ہے۔ اور محترمہ شہناز مزمل صاحبہ کی اس کاوش و خدمت کو اُردو ادب کا اثاثہ بنانا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ کاوش آپ سب کے لیے سود مند ہو گی۔

دعاؤں کی طلب گار

صائمہ جبین مہکؔ

s.j.mehak@gmail.com

1

عشقِ حقیقی

شکر الحمد للہ۔ ایک اور نئی صبحِ نور طلوع ہو رہی ہے اور اس کی روشنی ہم سب مل کے اس دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں تا کہ ہم اپنے عمل سے اس دنیا کو فیض پہنچا کر روشن کر سکیں۔ ہم بات کرتے ہیں پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور جو بھی ہمارا عمل ہوتا ہے وہ اللہ ہی کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور اس وقت بات کو پھیلانا بھی اللہ ہی کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور ہم بات کرتے ہیں اللہ کی، اللہ کہاں ہے، انسان سوچتا ہے کہ اللہ کون ہے اللہ کیا ہے۔ اللہ ماں ہے اللہ ممتا ہے اللہ عشق ہے اور ہم عشق کی بھی بات کرتے ہیں تو آپ کو علم ہے کہ عشق کیا چیز ہے۔ اپنے نفس کو مار دینے کا نام عشق ہے۔ عشق وہ چیز ہے جس کی کانچ سے دل ہر وقت سوزش میں مبتلا رہتا ہے اور جب تک عشق میں خود سے باخبر رہیں گے تو معاملہ خوف و خطر بھی رہے گا اور جب خود سے بے خبر ہو جائیں گے تو آب و آتش سے بھی کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ اور جب ہم اپنی ہستی سے آزاد ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا وصال نصیب ہو جائے گا۔ عاشقانِ الٰہی ہر گز اس بات سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی وہ کسی کی ملامت سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ مومن کا سرمایہ ایمان ہے لیکن عاشق کے لیے یہ ادنیٰ منزل ہے عشق کی اصل منزل وصالِ حق ہے جو صرف عشقِ حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ عشق کی تپش جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر و فراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور محبوب کے لیے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بے چین اور بے قرار رکھتی ہے اور جس کے دل میں یہ آگ بھڑک اٹھتی ہے تو وہ ہر وقت اپنے ولی اپنے دوست اپنے ساتھی کا منتظر رہتا ہے اور اس سے ملنے کا منتظر رہتا ہے۔ عبادات بھی بے انتہا ضروری ہیں لیکن جو عاشق ہے وہ عبادات کے ساتھ

ساتھ دنیاوی معاملات کو بھی بطریقِ احسن نمٹایا کرتے تھے اور اللہ کے عشق میں ان کو ولایت ملی یعنی وہ اللہ کے ولی بنے اللہ کے دوست بنے اور جو اللہ کا دوست ہے اس کے پیشِ نظر نہ جنت ہوتی ہے نہ دنیا ہوتی ہے اور صرف اس کے نزدیک اس کے محبوب کی ذات کی رضا ہوتی ہے جس کو پانا اس کی منزلِ مراد ہوتی ہے اور جو شخص اللہ کی محبت میں مبتلا ہوتا ہے وہ اللہ کی مخلوق سے بھی محبت کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی زندگی میں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی اللہ کا بڑا عاشق نہیں آپ ﷺ کی زندگی میں عبادات کا معمول بھی نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ ان کی زندگی میں انسانوں سے بہت زیادہ محبت، پیار اور ان کو اپنانا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونا، اور ان کے دکھ درد کو دور کرنے کی کوشش کرنا اور منفی سوچ ان کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم عاشق بھی بنیں، اللہ کی ذات میں گم بھی ہوں اور دن رات ہجر و فراق کی تڑپ بھی ہمارے اندر ہو۔ ہر وقت اس کا جلوہ یارانہ بھی ہمارے سامنے ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ یعنی وصفِ مصطفی بھی ہو اور عشقِ مصطفی بھی ہو اور جس کے پاس عشقِ مصطفی بھی ہے وصفِ مصطفی بھی ہے تو پھر رب بھی اسی کا ہے تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

2

وقت کی قدر دانی

شکر الحمدللہ ایک اور دن رب کی رحمتیں، برکتیں، کرم اور فضل لے کر آیا ہے۔ اور اگر کسی کو کوئی پریشانی بھی درپیش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مشکل کو اُس معاملے میں حل فرمایا۔ اور خیر کا دروازہ کھلا رہا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کے لیے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اسے چاہیے کہ اسے غنیمت سمجھے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت سمجھیں زندگی کے دروازے کو کہ جب تک وہ کھلا ہوا ہے اور آپ کو نیکیاں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ تو غنیمت سمجھیں کہ وہ نیکیاں آپ کو رب کے قریب کر رہی ہیں اور اس میں آپ داخل ہو جائیں کیونکہ وہ جب تک کھلا ہے وہ آپ کے لیے ہے اور جب بند ہو جائے گا تو پھر آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اور غنیمت سمجھیے دعا کے دروازے کے کہ وہ بھی آپ کے لیے کھلا ہوا ہے اور اپنے دین دار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ بھی آپ کے لیے کھلا ہوا ہے۔ ورنہ کوئی بھی بداعمالیوں سے روکنے یا نصیحت کرنے والا نہیں۔ تو آپ بنالیں اپنا سب کچھ جو توڑ چکے ہیں۔ دھولیں اپنے نفس کو جس نے آپ کو نجس کر دیا ہے۔ اور سنوار لیں اس کو جس کو آپ بگاڑ چکے ہیں۔ صاف کر لیں جس کو مقدر کر چکے ہیں اور یہ وہ دل ہے جس میں رب کو آباد کرنا ہے اور ہم نے صنم آباد کر رکھے ہیں۔ اور لوٹا دو وہ کچھ جو لے چکے ہو اور رب سے بھاگو مت، تائب ہو کر لوٹ آؤ اور اپنے مولا عزوجل کی طرف جو توبہ کے دروازے ہر وقت کھلے رکھتا ہے اور آپ کی پکار پر آپ کو نہ صرف معاف کرتا ہے بلکہ اپنی عطا اور جود و سخا سے آپ کے دامن کو بھر دیتا ہے۔

یعنی اگر آپ خالق کے ساتھ رہیں گے تو آپ خالق کے بندے ہیں اگر مخلوق کے ساتھ رہیں گے تو ان کے بندے ہیں۔ اور مخلوق کا بندہ بننا جو ہے یہ کوئی اتنی بہتر بات نہیں ہے۔ مخلوق کی خدمت کرنا مخلوق کا خدمت گار بننا یہ افضل ہے۔ اور واعظ کرنا اس وقت تک زیبا نہیں دیتا جب تک اپنے قلب کی حیثیت سے بیابان و جنگل اور میدان فتح نہ کر لیں۔ اور اپنے باطن کے اعتبار سے سب کو چھوڑ نہیں دیں۔ حق تعالیٰ کا طالب سب سے مفارقت اختیار کرتا ہے یہ بات یقینی ہے کہ مخلوق میں سے ہر چیز بندے اور اس کے خدا کے درمیان پردہ ہے۔ بس وہ جس شے پر بھی پڑے گا۔ وہ حجاب بن کر اس کو چھپا لے گی۔ اور کاہل مت بنیں کیونکہ کاہل ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور پشیمانی کی رسی اس کی گردن میں ہوتی ہے۔ اور اپنے اعمال کو عمدہ بنایئے کہ حق تعالیٰ آپ پر دنیا اور آخرت کی سخاوت فرمائے۔ تو دعا مانگیں کہ اے اللہ ہم کو اچھے اعمال والا بنا دے تو یہ وہی بات یہاں پہ آ کے ختم ہوتی ہے کہ ہم عشقِ مصطفی کے ساتھ ساتھ وصفِ مصطفی بھی پیدا کریں۔

اور جس کا ہم لوگ دن میں کئی بار ذکر کرتے ہیں، معافی کا، نفس سے چھٹکارے کا، خواہشات سے چھٹکارے کا، برائیوں کا، منفی سوچ کا، بدلے کا تو محض یہ باتیں صرف باتیں ہوں اور عمل نہ ہو تو یہ ہمارے رب سے رابطے کو کمزور کرتی ہیں۔ اور رب ہم سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں بت بن کہ ہمارے دلوں میں بیٹھ جاتی ہیں، مخلوق کے ساتھ خوبی سے میل جول رکھنا یعنی ان کی بہتری کے لیے کام کرنا اور ان کی موافقت کرنا اچھی بات ہے بشرطِ شریعت کی حدود اور اس کی رضا کے ساتھ ہو۔ یعنی جس طرح نبی کریم ﷺ نے بتایا اور اللہ کی رضا کی خاطر اس مخلوق کی بہتری میں مصروف رہیں۔ اور دعا کا جال کھڑا کر کے رضا کی طرف لوٹ آنا یعنی دعا مانگ کر ملنا نہ ملنا یہ الگ بات ہے لیکن آپ کا راضی ہونا، راضی بارضا ہونا بہت ضروری ہے۔ زبان سے ایسی حالت میں دعا مت کریں کہ قلب اعتراض کر رہا ہے اور قیامت کے دن انسان یاد کرے گا جو کچھ بھلائی یا برائی دنیا میں کر چکا۔

لیکن اس وقت پشیمانی نفع نہیں دے گی، موت سے پہلے آج یاد کرنے میں بے شک رشکِ شان ہے اور کھیتی کاٹتے وقت بیج بونے اور جوتنے کا تذکرہ سود مند نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو جو شخص بھلائی بوئے گا

وہ غلہ کاٹے گا لوگ اس کی عمدہ حالت پہ رشک کریں گے اور جو بدی بوئے گا ندامت کاٹے گا کہ بدی کا ثمر پشیمانی ہے اور جب موت تیرے سامنے آکھڑی ہو گی تب تیرا بیدار ہونا بندے تجھ کو فائدہ نہیں دے گا۔ یا اللہ ہم کو علوم کی نیند سے بیدار کر جو تجھ سے غافل اور تیری ذاتوں سے فاسق جاہل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے سائے میں چلیں اور وصفِ مصطفی کو اپنا کر رب کی رضا حاصل کر لیں

اور اس رستے پہ چلنے سے جب آپ کو رب مل گیا تو پھر آپ کو کیا فکر۔ کیونکہ جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

3

حُسنِ سلوک

شکر الحمد للہ ایک بہت ہی خوبصورت نور سے بھرپور ایک اور دن طلوع ہو رہا ہے اور خالقِ کائنات اپنے جلووں سے اس دنیا کو آراستہ کر رہا ہے اور وہ اپنے بندوں پر اپنی رحمتیں نچھاور کر رہا ہے کیونکہ وہ کریم ہے، رحیم ہے، رحمان ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اور ایمان ہے تو ایقان بھی ہے۔ بھروسہ بھی ہے اور ہم نے اپنے آپ کو اُس کے سپرد کر دیا۔ تو جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ حُسنِ ادب کو ملحوظِ خاطر رکھے یعنی اُس کی مخلوق کے ساتھ بھی بہترین سلوک کرے اپنے نفس پر ظلم نہ کرے اور نہ کسی دوسرے پر ظلم کرے دنیا آخرت میں ظلمتوں کا مجموعہ ہے ظلم دل کو تاریک اور نامہء اعمال کو سیاہ کرتا ہے نہ ظلم کریں نہ ظلم کرنے والے کی اعانت کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ندا دینے والا فرشتہ ندا دے گا کہ کہاں ہیں ظلم کرنے والے، کہاں ہیں جنہوں نے ظلم کرنے والوں کے لیے قلم بنایا تھا۔ اور کہاں ہیں جنہوں نے ظالموں کے لیے دوات کھولی تھی ان سب کو جمع کرو اور آگ کے صندوق میں رکھ دو اور مخلوق سے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ نہ تو آپ مظلوم بنیں اور نہ ظالم۔ کیونکہ مظلومیت بھی بعض دفعہ مخلوق سے شکوہ شکایت یا فکرِ انتقام کی وجہ بن جاتی ہے۔ اگر ہو سکے تو صابر یعنی مظلوم بن جائیں اور ظالم مت بنیں، مغلوب بن جائیں، غالب مت بنیں اور حق تعالیٰ کی مدد مظلوم کے لیے مخصوص ہے جبکہ اس کو مخلوق میں مددگار نصیب نہ ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جب کسی ایسے شخص پر ظلم ہوتا ہے جس کا بجز حق تعالیٰ کے کوئی مددگار نہ ہو تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ مصلحت کے تحت کچھ وقت کے بعد ہو اور اس میں کچھ وقت بھی

لگ جائے۔ اور اگر جو شخص صبر کرتا ہے تو وہ اس کے لیے نصرت، رفعت اور عجز کا سبب بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ تیرے ساتھ صابر رہنے کا اور تجھ سے سوال کرتے ہیں پرہیز گاری، کفالت اور سب سے فارغ البالی کا اور تیرے ساتھ مشغول رہنے اور اپنے تیرے درمیان سے پردوں کو اٹھا دینے کا۔ اور جب یہ پردے ہٹ جاتے ہیں اور رب تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا تو پھر حقیقتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں اور بندہ ہر قسم کی منفی سوچ سے آزاد ہو کر رب تعالیٰ کی خصوصیات کو جس میں رحمان، رحیم اور کریم ہونا شامل ہے۔ وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی دوسروں پر کرم کرے، مہربانی کرے، پیار کرے اور انہیں اپنا سمجھے۔ اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ جب آپ کا ایمان اور ایقان اللہ پر مضبوط ہو گا۔ اور یہی آپ کو زندگی کا سیدھا رستہ دکھائے گا۔ دوسروں کے ساتھ ہمیں رہنے کا سلیقہ سکھائے گا۔ اس دنیا میں جینے کا سلیقہ آئے گا اور اس دنیا کی مخلوق کے مددگار بننے کا طریقہ آئے گا اور ہمارے دل میں پیار کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارے گا اور رب تعالیٰ کے عشق کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کا عشق بھی ہمیں بہت ساری منزلیں طے کروا دے گا۔ اور ہمارے پیشِ نظر صرف اور صرف رب کی رضا ہو گی اور رب کی رضا کی خاطر ہم اس دنیا کو بھی اپنا بنا لیں گے اور رب کو بھی اپنا بنا لیں گے تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

4

یقینِ کامل

دنیاوی خواہشات سے بچنے کے لیے دنیا سے بے رغبت ہونا پڑتا ہے۔ جو لوگ حق کی راہ پر چل رہے ہوتے ہیں ان کو دنیا سے بے رغبتی ایسے مقام پر لے جاتی ہے جو شکر کا مقام ہوتا ہے، صبر کا مقام ہوتا ہے اور اُس سے جو سکون اور فیض ملتا ہے اس کا اندازہ صرف اُس شخص کو ہو سکتا ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو کر اپنے آپ کو اپنے مالک کے سپرد کر دیتا ہے اور پھر مالک اس کو جو سکون عطا فرماتا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اور پھر جیسے وہ خود فرماتا ہے کہ جیسا میرے بارے میں گمان کرو گے مجھے ویسا ہی پاؤ گے اور پھر وہ آپ کو عطا بھی ایسی جگہ سے کرتا ہے جو آپ کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اور بظاہر یہ دنیا سے بے رغبتی ہے لیکن قربت الٰہی آپ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اور قربت الٰہی ایسی چیز ہے کہ اللہ کے قرب سے ہمیں کسی چیز کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔ علم بھی اگر آپ کو ملتا ہے وہ بھی قربتِ الٰہی سے ہی ملتا ہے چاہے وہ دنیاوی علم ہو یا دین کا علم ہو۔ وہ سب کچھ دینے والا رب کائنات ہے۔ وہ اس طرح سے کہ اگر اُس کا حکم نہیں ہو گا تو آپ اس کے حصول تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور جب اس کا حکم ہوتا ہے اور اُس کی رضا ہوتی ہے اور بندے کی بھی رضا ہوتی ہے، بندہ چاہتا ہے کہ میں وہ علم حاصل کروں جو قرب الٰہی کا باعث بنے تو رب پھر اُس کے پاس دوڑ کہ آتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہے، اُس کی آنکھیں بن جاتا ہے، اُس کے کان بن جاتا ہے اور پھر آپ یقین کریں کہ بند کتاب میں سے بھی وہ اپنے بندے کو علم عطا کرتا ہے وہ جو کچھ اس کے دماغ میں اتارتا ہے وہ اس کے لیے اُس کا جو پہلے کا مشاہدہ اور مطالعہ ہوتا ہے اُس مشاہدے اور مطالعے کو قدرت عطا کرتا ہے اور وہ اُس کے پیشِ نظر پتہ نہیں دماغ میں کیا کچھ کہاں سے لے آتا ہے، کیسے بول دیا جاتا ہے اور کیسے وہ اثر کرتا ہے اور اُس کو جو اپنا علم آگے بڑھانے کا تقسیم کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بزرگان دین کہتے ہیں۔۔ کہ

اے فقیر تو غنی بننے کی تمنا مت کر کیا عجب کہ وہ تیری بربادی کا باعث ہو۔۔۔اور اے مبتلائے مرض تو تندرستی کی آرزو مت کر شاید وہ تیری ہلاکت کا باعث ہو۔۔۔اور صاحب عقل بن اپنے ثمر کو محفوظ رکھ تیرا انجام محمود ہو گا اور قناعت کر اس پر جو تجھ کو حاصل ہے اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو۔ حق تعالی جو چیز تجھ کو تیرے مانگنے پہ دے گا وہ مقدر ہو گی۔ اور ہم نے بھی اور بہت سے بزرگان دین نے اس کو آزمایا ہے کہ اگر بندے کو قلب کے اعتبار سے مانگنے کا حکم کیا جائے تو سوال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ حکم کے وقت مانگے گا تو اُس میں برکت دی جائے گی اور اُسے گندگیاں دور کر دی جائیں گی۔ اور مناسب ہے کہ تیرا اکثر سوال عافیت دارین، دین و دنیا اور آخرت میں دائمی فلاح ہو۔ فقط اسی سوال پہ قناعت کر اللہ پر کسی چیز کا انتخاب نہ کر اور نہ اپنی طرف سے تخصیص کر۔ اور نہ وہ شے مانگے جو حق تعالی نے از خود تیرے لیے انتخاب نہیں کی اور متکبر مت بن ورنہ اللہ تعالی تجھ کو توڑ دے گا۔ اب غور کریں کہ کیسی باتیں ہیں کہ تکبر نہ کریں اپنی انا کو توڑیں اپنے گھمنڈ کو توڑیں۔ اپنے علم کا غرور نہ کریں، کیونکہ اگر تو اس کے مطابق طلب کرے گا تو تجھے ملے گا نہیں بلکہ تیرا سب کچھ تیرا ذہن، تیرا علم تیری عقل بھی تجھ سے چھین لی جائے گا اور یہ سب تیرے رب کے کارنامے ہیں۔ اور رب جس کو چاہتا ہے اُس کو عطا کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی مانگنے والے کی کبھی خواہشات کا دخل ہوتا ہے۔ جو دنیا مانگتا ہے وہ اسے دنیا دیتا ہے۔ جو دین مانگتا ہے وہ اس کو دین دیتا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کی قربت مانگتا ہے وہ اس کو وہ قربت عطا کرتا ہے۔ جو اپنے اہل و عیال کی قربت مانگتا ہے تو اللہ تعالی اس کو وہی قربت عطا کرتا ہے۔ اور دوسرا مقصد یہ بات کہنے کا کہ جب اللہ سے مانگیں تو بڑے یقین کے ساتھ مانگیں کہ یہ اللہ نے ہمیں دے دیا ہے۔ اور ہمیں دے گا کیونکہ وہ رب ہے اور وہ ستر ماؤں سے بڑھ کہ پیار کرنے والا ہے۔ وہ آپ کو واپس نہیں پلٹائے گا۔ وہ آپ کو عطا کرے گا۔ لیکن آپ پہلے تو کہتے ہیں اللہ تعالی ہمیں آپ یہ عطا کر دیں پھر کہتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ ملے گا بھی یا نہیں۔ تو یہ پھر آپ کے یقین کی کمی ہے،،، یقین کامل ہونا چاہیے۔ جتنا آپ کا یقین کامل ہو گا آپ کا بھروسہ کامل ہو گا اس رب پر آپ کا ایمان و اعتقاد ہو گا تو آپ سمجھ لیں کہ جو کچھ آپ نے مانگا ہے آپ کو ملے گا کیونکہ وہ رب ہے۔ وہ عطا کرنے والا ہے۔ وہ کبھی آپ کو اپنے در سے مایوس نہیں لوٹائے گا۔ بس یقین کامل ہو۔

5

اللہ کی رضا کا حصول

شکر الحمدللہ۔ نور کا وقت ہے اور ایک نئی صبح طلوع ہو رہی ہے اور ایسے لمحات میں بہت سارا نور دلوں سے نکل کہ اللہ عزوجل کے نور میں ضم ہو تا جارہا ہے۔ اور ایسی صورت میں حق تعالی میں رغبت بڑھ جاتی ہے اس پر توکل قوی ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق سے اشیاء کا لینا دینا ختم ہو جاتا ہے۔ اور بندہ صرف اپنے رب سے مانگتا ہے۔ اور جس وقت کوئی شخص ان کو کوئی چیز دے تو وہ سمجھتے ہیں کہ جس نے دی اُس نے خدا کو دی اور خدا کے ہاتھ سے ہم نے لی۔ یعنی وہ ہر عطا جو ہے وہ اس کو رب کی ہی عطا سمجھتا ہے اور یقیناً ہو تا بھی یہی ہے۔ اور اس کی عقل میں ایک عقل کا اضافہ کیا جاتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کی طرف سے خاص عقل ہے جو اس کے تقوی کو ایمان کو پختگی عطا کرتی ہے۔ اور اس کا توکل اللہ پر بڑھ جاتا ہے۔ جب مولیٰ کے ساتھ خِلوت خانے میں جا گزیں ہو تا ہے تو مخلوق کو بھی وہ نظر انداز نہیں کرتا۔ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر مخلوق اس کے پیار کا مرکز بن جاتی ہے۔ اور وہ نفس کو اس چیز کا اہل نہیں سمجھتا کہ جس چیز کی اہلیت حق تعالیٰ نے اُسے عطا نہیں کی۔ اور جو چیز حق تعالیٰ عطا نہیں فرماتا تو وہ خود اور ساری مخلوق مل کر بھی وہ اہلیت اس کو نہیں دلا سکتی اور جب انسان کو صحیح باطن نصیب نہیں ہو تا اور نہ ماسوائے اللہ سے خالی ہو جانے والا قلب حاصل ہو تا ہے جو اس کی علامت ہے خدا نے تجھ کو خلوت کا اہل نہیں بنایا۔ تو محض خلوت جو ہے یہ مفید نہیں۔ تو دعا کرنا چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو بھی کریں اُس پہ توکل بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کو بھی نفع پہنچائیں۔ اور ساتھ میں اللہ کی رضا کو بھی حاصل کریں اور راضی بارضا بھی رہیں اپنے نفس کی پیروی بھی چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں۔ بے شک یہ بات صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو اپنی مخلوق سے جلدی ناراض ہو تا نہ نعمتوں کو چھینتا ہے اور نہ اس پہ فوری طور پہ اپنی سزاؤں کو آزماتا ہے اور نہ اس سے

بدلہ لیتا ہے کیونکہ وہ تو ماں ہے ممتا ہے اور کتنا پیارا ہے وہ رب کہ وہ بہت جلد راضی ہو جاتا ہے۔ آپ بندوں میں دیکھیں اپنی ماں کو بھی دیکھیں اُس کے سینے میں بھی کوئی بات کسی وقت آ جاتی ہے تو وہ کچھ دیر ناراض ہو جاتی ہے لیکن سب سے جلدی راضی ہونے والی رب کی ذات ہے اور جب ہماری ندامت کا ایک آنسو بھی بہتا ہے تو وہ بڑھ کہ ہمیں تھام لیتا ہے اور وہ ہمارا قریبی دوست بن جاتا ہے۔ وہ ہمارے دل میں سما جاتا ہے۔ ہمارا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور ہمیں گرنے نہیں دیتا اور وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ میرے بندے نے کتنے پیار سے مجھے پکارا ہے کتنے پیار سے مجھ سے توبہ کی ہے کتنے پیار سے مجھ سے مانگا ہے تو وہ عطا کی بارش کر دیتا ہے اور نفرتیں جب ہمارے دلوں سے نکل جاتی ہیں تو ہمارا ہر لفظ جو ہے وہ دعا بن جاتا ہے۔ اور یہ دعائیں رب کا جلوہ دکھاتی ہیں اور ہم رب کے مقرب بن جاتے ہیں۔ اور کتنی پیاری ہے وہ ذات جو ہماری خطاؤں کو بخش دیتی ہے اور ہماری مخلوق سے محبت کرنے پر اپنی ذات کی نفی کرنے پر ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز دیتی ہے تو پھر ہمیں وہ کوشش کرنی چاہیے جس ہم پنے رب کی رضا کو حاصل کر لیں۔ تو جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

6

امید اور حقیقت میں توازن

شکر الحمدللہ۔ ایک اور روشن اُمید کی کرنوں سے بھرپور دن جو ایک اور امید دلاتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کچھ اچھے کام کرنے کے لئے یہ دن عطا کیا اور ہم اُس کی ہر نعمت پر اُس کا شکر بجالاتے ہیں اور اُس ربِ کریم کے دربار میں حاضر ہو کر سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں اور اس بات پر بھی اُس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ امیدوں اور حقیقتوں کے درمیان توازن رکھنے کا سلیقہ اُس نے ہمیں سکھا دیا کیونکہ اس نے ہمارے اندر سے منفی سوچوں کو نکال کہ مثبت سوچوں کو ڈال دیا۔ امیدوں اور حقیقتوں کے درمیان توازن رکھنے والا شخص کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ کیونکہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے اور امید دھندلکوں میں گم ہوتی ہے۔ ہونے نہ ہونے کے درمیان کی کیفیت جو انسان کو عجیب سے مخمصے میں گرفتار رکھتی ہے اور جو شخص ان کے درمیان فرق کو سمجھ لیتا ہے وہ حقیقی طور پر حقیقت کے اور ربِ حقیقی کے قریب ہو جاتا ہے اور اُس کا اعتماد اپنے رب پر بڑھ جاتا ہے تو وہ جس کا اعتماد رب پر ہو جاتا ہے وہ غمگین نہیں ہوتا کیونکہ اداس پریشان یا ڈیپریشن کا شکار وہی ہوتا ہے جس کو خالق پہ، مالک پہ، اپنے رحمان پہ، ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والے پہ بھروسہ نہیں ہوتا۔ اور بہت خوش قسمت ہیں وہ جو زوال کی طرف جائیں یا کمال کی طرف صرف اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تو کتنی مہربانی ہے اُس رب کی کہ جس نے ہمارے دل میں اپنی نعمتوں کے لیے شکر ہی شکر بھی دیا اور ہر چیز کو توازن کو پر رکھنے کا طریقہ سکھایا کہ ہماری زبانوں پہ شکر جاری کر دیا۔ اور ایک اور پیاری حقیقت یہ ہے کہ عاجزی میں کامیابی ہے، تکبر میں ناکامی ہے، سچ میں خوشی ہے جھوٹ میں پریشانی ہے۔ گناہ میں بیماری ہے اور استغفار میں شفا ہے۔ یہ سب حقیقتیں ہیں اور ان حقیقتوں کو اپنا کر جب ہم اپنے رب کے شکر گزار بن جاتے ہیں تو رب ہمارا ہو جاتا ہے تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

7

حالِ دل

شکر الحمدللہ کہ تُونے ہمیں اپنی نعمتوں سے روشناس کروایا، ہمیں پہچان کروائی اپنے نور کی، نورانی وقت کی، نورانی رستوں کی، نور والے کام کی، نور اور ہدایت سے بنے ہوئے رستے کی اور اُس پر چلنے کی، اور اُس سے جو گروہ تشکیل پایا تیرے پیارے بندوں کا گروہ جنہیں تُونے اپنی رحمتوں سے چُنا، ان کی پہچان تیری پہچان سے ہے۔ اور جو لوگ ان لوگوں کو پہچانتے ہیں تو اللہ کے واسطے سے پہچانتے ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے عزت کرتے ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے یاد رکھیں کہ اللہ کے ساتھ خلوت میں ہم کیسے ہیں ہم اس وقت میں جب کوئی نہیں ہوتا جب وہ ہوتا ہے اور ہم ہوتے ہیں آپ ہوتے ہیں اللہ کو پکارنے والے تو اُس وقت دلوں کی کیفیت کیا ہوتی ہے، کیا ہمارا بھروسہ اور یقین کا اُس پہ بڑھ جاتا ہے کیا ہم اُسے دل کی گہرائیوں سے پکارتے ہیں۔ کیا ہم اُس کے بتائے ہوئے رستے کو جو نور سے بنا ہوا ہے، جس میں روشنی ہی روشنی ہے اور جس میں اُس کا جلوہ ہی جلوہ جس میں وہ خود جلوہ گر ہے کیا اُس کے جلوں سے ہم متاثر ہوتے ہیں۔ اور کیا اُسے دیکھ کہ ہمارے آنسو نکل آتے ہیں۔ اُسے دوری کی بنا پر، حالانکہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی دور نہیں ہوتا وہ تو ہماری رگ و جاں کے قریب ہے ہماری سانسوں سے بھی زیادہ قریب، ہماری دھڑکنوں میں بسا ہوا ہے۔ جب کہ وہ اتنا قریب ہے تو اپنی مصیبت کا شکوہ کسی سے کیوں کریں۔ اپنے دکھوں کا مداوا کسی سے کیوں مانگیں۔ اپنی تکالیف کا علاج کسی سے کیوں طلب کریں۔ تین کام ایسے ہیں جس کو کرنے سے ابنِ آدم کے سارے کام اُس کے قابو میں آجائیں گے کہ اپنی مصیبت کا شکوہ کسی سے نہ کریں ،اور رب کو بھی اس کا ذمہ دار نہ ٹھہرائیں۔ اُس کی مدد طلب کریں۔ اپنی بیماری کسی کو مت بتائیں۔ اور اپنی زبان سے اپنی خوبیاں نہ بیان کریں۔ عاجز و فقیر بن کہ اُس کے اور اُس کے بندوں کے سامنے بھی سر جھکا کہ نظریں جھکا کہ ادب سے

تعظیم سے کھڑے رہیں۔ اور پھر اُس کی رحمتوں کا انتظار کریں اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ جب ہمارا یقین کامل ہو اور اتنا کامل ہو جائے کہ وہ الحمد بن جائے۔ اور اُس کے علاوہ کوئی کلمہ ہماری زبان پہ نہ ابھرے وہ ہو ہم ہوں، بس وہ ہو ہم ہوں، وہ ہو ہم ہوں۔ اور پھر وہ ہمارا ہو گیا تو پھر سب ہمارا ہو گیا۔ تو جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

8

اللہ تیرا شکر ہے

شکر الحمدللہ۔ ایک اور نئی صبح نئی امید کی کرن روشنی سے روشن یہ طلوع ہونے والی صبح جو نورِ جمال سے منور ہے اور جو ہماری روح میں ایک تازگی بھر رہی ہے اور ہمارے اندر سے آواز آتی ہے کہ فبای الاء ربکما تکذبان اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو غور کریں ہر چیز ایسی نعمت ہے کہ ہم پروردگار کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ یہ پلکوں کا جھپکنا، یہ سانس کا آنا، یہ دل کا دھڑکنا یہ غذا کا کھانا اور اُسے زندگی ملنا اور جسم کے اندر پورے نظام کا چلنا۔ اور ہمارے اندا یہ اتنا بڑا انظام خود بخود چل رہا ہے اور اگر ہم اس نظام کو باہر نکال کر چلانے کی کوشش کریں تو ہم اُس میں ناکام ہو جائیں۔ اور ہمیں علم بھی نہیں ہو رہا کہ ہماری سانس جو ہے یہ کیسے آ رہی ہے، کیسے چل رہی ہے کیسے جا رہی ہے۔ ایک انسان کو زندہ رہنے کے لیے روزانہ تقریباً تین سلنڈروں کے برابر آکسیجن استعمال کرنا ہوتی ہے۔ اور اس کی قیمت تقریباً ساڑھے تین ہزار روپے یومیہ بنتی ہے۔ اور تقریباً ایک لاکھ پانچ ہزار روپے ماہانہ بنتی ہے۔ اور سالانہ تیرہ لاکھ روپے۔ اور اگر ہم ایک انسان کی اوسطاً عمر ساٹھ سال لگائیں تو یہ رقم سات کڑوڑ اسی لاکھ بنتی ہے۔ تو آپ یہ سوچیں کہ آج کے اس دور میں ہر انسان کو یہ سانس لینا تو میسر ہے جس سے زندگی کا وجود ہے ہر انسان تو سانس لے کر ہی زندہ ہے اور اگر وہ سانس نہ لے تو اس کی زندگی کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ تو کیا انسان ساڑھے تین ہزار روپے یومیہ خرچ کر کہ سانس لے سکتا ہے۔ جب کہ یہاں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو ساڑھے تین ہزار ماہانہ کمانے کے بھی قابل نہیں ہوتے اور ساڑھے تین ہزار روپے یومیہ ایک انسان کی سانس کے خرچ ہوں تو یہ آپ قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ اُس نے بغیر کسی خرچ کے یہ فضا، یہ ہوا مہیا کر رکھی ہے جو ہم اپنی سانس کے ذریعے اندر لے جاتے ہیں۔ اور ہمارے جسم کی ضروریات کو وہ پورا کرتی ہے۔ تو کیا کوئی ہے

جو اس نظام کو چلا رہا ہے؟ جس نے یہ نظام انسانوں کے لیے، جانوروں کے لیے، پرندوں کے لیے بھی بنایا۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اگر اس بات پر بھی ہم اللہ کا شکر ادا نہ کریں کہ بغیر کسی خرچے کے ہم زندہ ہیں زندگی کی طرف رواں دواں ہیں اور تمام امور خود بخود اللہ کے حکم سے انجام پاتے جا رہے ہیں۔ تو کیا ہمیں اُس کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے؟ کیا ہمیں اُس کی رضا میں راضی نہیں رہنا چاہیے۔ اگر ہم اُس کی رضا میں راضی نہ رہیں تو بھی وہ ہمارا رزق نہیں روکتا، ہماری سانس نہیں روکتا، ہماری دھڑکنوں کو بند نہیں کرتا۔ وہ تو رزاق ہے، مولیٰ کل ہے رب العالمین ہے، ماں ہے ممتا ہے تو اُس کی نعمتوں کے لیے ہم جتنا شکر ادا کریں وہ کم ہے، ہم ادا کر ہی نہیں سکتے تو کم از کم ہمیں یہ تو چاہیے کہ ہر وقت گلہ کرنے سے ہم اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کر کہ اُس کی مہربانیاں بھی حاصل کریں اور اپنے دل کو بھی اطمینان بخشیں۔ شکر کرنے سے جو اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے رب کی قربت ملتی ہے اور جو خوشی ملتی ہے اُس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے

جو اس کی لذت سے آشنا ہو۔ یہ زندگی جو اس کی امانت ہے وہ کس طرح اس کی حفاظت کر رہا ہے اور جب تک اُس نے لکھا وہ اسی طرح ہمیں یہ سب کچھ عطا کرتا رہے گا۔ اور اس سب عطا کے لیے وہ ہم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ صرف اور صرف وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ ایک روشن راستے کی طرف، اُس راستے کی طرف جو اُس کی طرف لے جائے اور ہمیں اُس کے شکرانے پہ مائل کرے اور ہمیں اُس کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب ملے اور پھر جو بندہ شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے مولیٰ کے اتنے ہی قریب ہو جاتا ہے۔ جب وہ قریب ہو جاتا ہے یہ قربت رب کو اپنا لینے کے لیے اُس کا انعام ہوتی ہے۔ تو پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

9

عزت نفس

شکر الحمدللہ کہ بہت رحمت والا کرم والا اور روشن دن تُو نے عطا فرمایا۔ اور بے پناہ عزتوں اور کرم سے نوازنے والے رب میرے پاس تیرے شکر کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ اور جتنی عطا کرتا ہے ہم اس قابل تو نہیں ہیں۔ لیکن تُو تو مالک ہے، رحمان ہے اور ممتا ہے اور ماں تو اپنے بچوں کے لیے زندگی کی ہر نعمت مہیا کرتی ہے۔ اور یقیناً تُو نے اپنی خلقت کے لیے دنیا کی ہر نعمت کو پیدا فرمایا ہے اور اللہ کا کتنا کرم ہے کہ ہماری رہنمائی کے لیے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا اور اُن پر قرآن پاک بھی ہماری رہنمائی کے لیے نازل فرمایا۔ اور بہت سی باتیں ہمیں نبی پاک ﷺ کی تعلیمات سے سیکھنے کو ملتی ہیں۔ اور اے ربِ کائنات ہر چیز میں تیر کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اور مصلحت ہوتی ہے۔ اور یہی مصلحت ہوتی کہ اگر جہاں کسی بات کی قدر نہ کی جائے تو وہاں خاموشی بہتر ہے۔ یہ بات ایک حد تک درست ہے۔ اور اس سے مسائل حل بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ماحول خراب ہونے سے بچ جاتا ہے۔ اپنی بھی عزت نفس بچ جاتی ہے اور دوسروں کو بھی تکلیف نہیں پہنچتی۔ لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر ہم صرف اپنی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو ہم خاموشی اختیار کر لیتے ہیں لیکن بعض دفعہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بتانا ضروری ہوتی ہیں۔ اور جن کو بتانے سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ جو بات ہم کریں وہ ایسی نہ ہو کہ جس سے دلوں میں میل آئے۔ اور جو تنقید ہم کریں وہ برائے تضحیک نہ ہو۔ بلکہ ہم مثبت تنقید کریں۔ اور لوگوں سے جو بات کریں، ان کی غلطی دیکھیں ، انھیں سمجھانا چاہیں تو اُن کو اس صورت سمجھائیں کہ کسی طرح کسی کا بھی دل نہیں دکھنا چاہیے۔ دل آزاری نہیں ہونی

چاہیے۔ اور دل کے بارے میں تو کہتے کہیں کہ دل تو کعبہ ہے وہاں تو رب رہتا ہے۔ اور کسی کے دل کو توڑنا کعبے کو توڑنے کے برابر ہے۔ رب کے گھر کو توڑنے کے برابر ہے۔ وہ رب اس دل میں مکین ہے تو اس دل کی ضرور قدر و منزلت کرنی چاہیے۔ اور اپنی عزت نفس تو جبھی ختم ہو جاتی ہے جب آپ اپنی ذات کی نفی کر دیتے ہیں۔ تو پھر میں تو ختم ہو گئی ناں۔۔۔ جب میں اپنی نہیں رہی تو پھر جو کوئی مرضی آپ کو کہتا رہے کیونکہ نہ آپ کے اندر انا ہے، نہ تکبر ہے۔ لیکن خدانخواستہ یہ بے حسی نہیں ہے یہ صرف اس طرز سے ہے کہ آپ کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اب دیکھیں یہ بھی بڑائی کی بات ہے کہ آپ نے دوسروں کی خاطر اپنے اوپر تکلیف برداشت کر لیتے ہیں۔ اپنے غصے کو ضبط کر لیتے ہیں۔ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور سب کچھ اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اور یہ اپنے اندر غصے کو جذب کر لینا یا کسی کی کہی ہوئی بری بات پی جانا یہ بہت بڑا کام ہے۔ اور یہ کوئی بہادری نہیں کہ کسی نے آپ سے کچھ کہا اور آپ نے فوراً بد تمیزی سے اُس سے بڑھ کہ جواب دے دیا۔ تو پھر آپ میں اور اُس میں فرق مٹ گیا۔ آپ نے بھی وہی بات کر دی اور اُس نے بھی وہی بات کر دی۔ اور پھر آپ دونوں تو برابر ہو گئے۔ جیسا کہ واقعہ ہے میں اُس واقعے کا مفہوم بیان کرتی ہے کہ ایک بار آپ ﷺ کے زمانہ میں دو شخص لڑ رہے تھے اور ایک شخص خاموش بیٹھا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ ہنستے رہے اور ان دونوں کی بات سنتے رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تُو نے جواب نہیں دیا تھا اللہ کی طرف سے فرشتے اُسے جواب دے رہے تھے۔ لیکن جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو وہ ہٹ گئے۔۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب بندہ خود سے خاموش ہو جاتا ہے، نفس پہ قابو پا لیتا ہے تو اللہ کی طرف سے اُس پہ رحمت کی جاتی ہے۔ اور فرشتے اُس کی طرف سے دوسرے انسان کو اُس کی بات کا جواب دیتے ہیں۔ تو ہمیں کوشش بھی یہی کرنی چاہیے کہ غصے کو پی جائیں کیونکہ بہتری کے لیے اپنے غصے کو پی جانے والا بہت بڑا مومن ہے۔ اور ضرور ضبط کی عادت ڈالیں۔ اور خاموشی بھی بہتر ہے صرف اس لیے نہیں کہ آپ کی قدر نہیں صرف اس لیے کہ اس سے ماحول ساز گار رہتا ہے اور یقیناً اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو غصے کو رب کی رضا کی خاطر پی جاتے ہیں۔ تو جب رب آپ کا تو پھر کیا غم۔ کیونکہ جس کا رب اُس کا سب۔

10

یہ رب کی عطا ہے

شکر الحمدللہ کس منہ سے تیرا شکر ادا کریں۔اے مولا ہر دن جو طلوع ہوتا ہے وہ تیری محبت کی نوید لاتا ہے۔ تیرے نور سے دل کو جگمگاتا ہے تیرے پیار کی کرنیں اندر اترتی چلی جاتی ہیں اور صبح کی تازہ ہوا یہ بادِ صبا تیرے پیار کا پیغام لاتی ہیں اور ہمیں نہال کر دیتی ہیں اور یہ پیار جو تیری طرف سے تیری عطا ہے سب تقسیم کرتے ہیں کہ ہم اپنی ذات کی کچھ اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ محبت بانٹتے ہیں چاہت تقسیم کرتے ہیں۔ آج ہمیں ایک اور نیا دن ملا ہے چاہتیں تقسیم کرنے کے لیے اور اچھا کام کرنے اور کوئی نہ کوئی ایسا کام جس سے رب راضی ہو جائے اور ہر وقت اپنے آپ کو بھی اس چیز کے لیے تیار رکھیں کہ ہم جو بھی لمحہ گزار رہے ہیں وہ رب کی رضا کے لیے گزار رہے ہیں اور اس کی مرضی کے مطابق گزار رہے ہیں اور اُس کی طرف سے فیض و کرم کی بارش ہو رہی ہے تو الحمدللہ جو ہم سب یہاں اکٹھے ہیں یہ بھی میرے رب کی ہی عطا ہے کہ ہم ایک دوسرے میں پیار تقسیم کر رہے ہیں دعائیں ایک دوسرے کو دے رہے ہیں اور بے لوث دعائیں ہر شخص ایک دوسرے کے لیے اور بے لوث محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ جو فی زمانہ مشکل ہے تو اس کے لیے ہم رب کائنات کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ لیکن ایک بات ہمیں ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص ہماری شخصیت سے متاثر ہوتا ہے تو اس کے لیے خوش نہ ہوں شکر ضرور ادا کریں کہ لوگ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو رہے ہیں اور یہ شخصیت میں جو بھی خوبی رکھی ہے وہ اس رب کی عطا ہے اور اگر وہ رب ہمیں وہ خوبیاں عطا نہ کرے جس کی بنا پر آپ ایک نمایاں شخصیت کے طور پر ابھرتے ہیں تو ہمارے اندر اس کی نہ کوئی مجال ہے نہ کوئی طاقت۔ دوسری بات کہ ہم تو بشر ہیں بشری تقاضے بھی رکھتے

ہیں اور ہر وقت ہر جگہ اللہ کی رضا کے ارادے سے اللہ کی طرف سے اُس کی عطا کے منتظر رہتے ہیں۔ اور وہ جو کام کروانا چاہتا ہے کرواتا ہے اور دوسرا اس بات کا بھی شکر ادا کریں کہ وہ ستار العیوب ہے۔ عیبوں پہ پردہ ڈالنے والا ہے تو یہ بات ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے اندر کچھ بھی نہیں ہے اور یہ جو کوئی ہمیں نمائندگی ملتی ہے یا ہماری کوئی تعریف کر رہا ہے یا کوئی مقام مل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر رکھی ہے پتہ نہیں کس کس عیب پر پردہ ڈالتا ہے پتہ نہیں ہمارے اندر کیا کیا خامیاں ہیں جن کو وہ چھپاتا رہتا ہے۔ اور ہمیں وہ عزت عطا کرتا ہے اور یہ عزت اُس کی عطا کردہ ہے۔ وتعز و من تشاءُ وتذلُ من تشاءُ۔ اور اللہ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے ستار العیوب تُو ہمارے عیبوں پر پردہ ڈالنا ہمیں عزت ہی عطا فرمانا اور ہمارے جو عیب ہیں انہیں ڈھک دینا آہستہ آہستہ ان عیبوں سے ہمیں نکال دینا اور نفس کے شر سے بچالینا اور یہ عزت و آبرو قائم رکھنے والا کون ہے صرف اور صرف رب کی ذات اور اس میں ہماری کون سی ذمہ داری ہے صرف رضائے الٰہی پر چلنا، وصف الٰہی پہ چلنا، وصف محمدی پیدا کرنا عشق الٰہی اور عشق رسول پہ قائم رہنا تو جب ہم یہ سب کر لیں گے تو ہمارا رب ہمارا ہو جائے گا تو جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

11

مثبت سوچ

شکر الحمدللہ رحمان رب تیری رحمتوں کا ظہور ہے تیرا نور ہی نور ہر طرف پھیلا ہے اور یہ نور ہمارے اندر اُتر کر ہمارے اندر کی کثافتوں کو دھو رہا ہے اور ہم تیرے حضور سجدۂ شکر ادا کر رہے ہیں اور یہ سجدۂ شکر ہمیں تیری رضا، تیری محبت اور تیری چاہت عطا کر رہا ہے۔ اور ایسے میں ہم تجھ سے مخاطب ہیں۔ تُو جو رب کائنات ہے تو جو سمیع الدعا ہے تُو جو تواب الرحیم ہے، رحمان و کریم ہے اور ہم تجھ سے بولتے ہیں تجھ سے بات کرتے ہیں اور تُو ہی ہمیں بولنے کی قوت عطا کرتا ہے۔ سوچنے کی قوت عطا کرتا ہے اور ہمیں چلنے پھرنے اور اپنے دماغ کو استعمال کرنے کی قوت عطا کرتا ہے تو اگر تیرا اذن نہ ہو تو ہماری زبان نہ بات کر سکے نہ قوت گویائی ملے نہ دماغ کو کوئی خیال ملے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو بھی ہمارے ساتھ کر رکھا ہے، شیطان بھی ہمارے ساتھ ہوتا ہے جب ہم بولتے ہیں تو بولنا تو سب کو آتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا انسان شیطان کی زبان کی بولتا ہے یا رحمان کی زبان بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے کہ وہ اپنی زبان پہ کنٹرول رکھ سکے لیکن جب بغیر سوچے سمجھے آدمی بولتا ہے تو اُس وقت وہ اپنے دماغ کو استعمال نہیں کر رہا ہوتا اور جب وہ رب کی رضا کی خاطر اور مخلوق کی محبت کی خاطر مثبت سوچ دماغ میں لا کہ اور ہر چیز کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کہ بولتا ہے تو وہ دماغ سے بولتا ہے۔ دماغ اُس کا اس کو اُس رستے پہ چلاتا ہے جو رب نے اُس کو عطا کیا ہے۔ وہ سیدھا رستہ وہ سیدھی سوچ وہ مثبت سوچ جو لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور دماغ سے سوچ کر کی گئی بات ایک عام بلاوجہ بولنے والی یا کہے جانے والی بات سے بہت بہتر ہوتی ہے۔ اور کسی کا احساس اور جذبہ بولتا ہے۔ اب یہ احساس بھی دل سے جنم لیتا ہے

اور کبھی دماغ سے جنم لیتا ہے اور یہ سب بحکم ربی ہمیں رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جو مختلف ذریعے سے ہم حاصل کرتے ہیں ہمارے معاشرے سے، ہمارے دوستوں سے، ہمارے احباب سے ملنے والوں سے ہمارے والدین سے، تعلیمی اداروں سے اور کتابوں سے۔ اور اپھر اُس میں سے ہم کیا اخذ کرتے ہیں کیا ہم مثبت رویے کو اپناتے ہیں یا منفی کو۔ اگر ہمارا رویہ مثبت ہے تو سوچ مثبت ہو جاتی ہے۔ تو ہمارا احساس اور جذبہ بھی مثبت ہو جاتا ہے تو ہمارے دل میں ہر ایک کے لیے نیک اور بہترین خیالات آتے ہیں اور شیطان کو ہم اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتے۔ اور ہر کسی کے اخلاق بولتے ہیں ا ب دیکھیں ہر کسی کا بات کرنے کا اپنا طریقہ ہے۔ کوئی بات کرتے وقت پتھر مارتا ہے تو کوئی ریشم پھینکتا ہے۔ کسی کا پھول سا لہجہ ہے تو کسی کا پتھر سا لہجہ ہے۔ کسی کا اخلاق ایک ہتھوڑے کی طرح ہے جو دماغ کو جھنجھنا دیتا ہے اور کوئی اتنا با اخلاق ہے کہ اُس کا پھول سا لہجہ اُس کا ریشم سا لہجہ آپ کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور اُس پھول سے لہجے کی خوشبو آپ کو اپنے اندر محصور کر لیتی ہے۔ اور یہ لہجہ یہ اخلاق بھی رب کی عطا ہے اور ہم اللہ کی رضا کی خاطر اپنی زبان کو اپنے اخلاق کو اپنے جذبے کو اپنے دماغ کو ڈھال لیتے ہیں۔ یہ ہی طریقہ وصف مصطفی ہے اور جس کو اپنا کہ ہم رب کائنات کے قریب ہو جاتے ہیں اور جو شخص رب کائنات کے قریب ہو جاتا ہے تو رب اُس کا ہو جاتا ہے تو پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆

12

اہلِ علم

شکر الحمدللہ یہ نور جو اللہ کا نور ہے جو زمین کو آسمان کو یہاں کے مکینوں کو ان کے دلوں کو روشن کر رہا ہے۔ اور اس روشنی میں رب کائنات کا جلوہ نبی کریم ﷺ کا جلوہ اور اللہ کی رحمتیں نظر آ رہی ہیں اور ایک اور خوبصورت دن کے آغاز کی نوید دے رہی ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے ہمیں تحفہ ملا ہے۔ ایک اور دن ملا ہے کوئی نیا کام کرنے کا اور فیض یاب ہونے کا۔ تو اس مبارک دن میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، عاجزی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم جو کام سیکھیں وہ تیری رضا کے لیے ہو جو علم حاصل کریں وہ تیرے لیے ہو جو علم سکھائیں وہ بھی تیرے لیے ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے پیغمبر کہہ دیجیے۔ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہہ دیجیے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم میں سے ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہوں جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ اُس کے بندوں میں سے صرف علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔۔۔ اور یہ روشن دن ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر کرم اور فضل فرماتا ہے جو اس کی خاطر علم کو سیکھتے ہیں، سکھاتے ہیں پھیلاتے ہیں اور خود اُس پر عمل پذیر بھی ہوتے ہیں۔ اور جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کیا اندھے اور آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں؟ یہاں علم والوں کی مثال آنکھوں والوں سے اور نادان اور جاہلوں کی مثال اندھوں سے دی گئی ہے۔ کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔ اور یقیناً وہ لوگ بہتر ہیں جو اللہ کا دیا ہوا علم نافع دنیا میں پھیلاتے ہیں اور اللہ ان کے درجات کو بلند فرماتا ہے اور انھیں علم بھی عطا فرماتا ہے۔ عقل و شعور بھی عطا فرماتا ہے۔ اُن کو ایمان کی دولت سے بھی نوازتا ہے۔ اور جب کسی بندے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے تو اُسے دین کی بھی سمجھ عطا کر دیتا

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ صرف علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ یعنی جو شعور و آگہی رکھتے ہیں جو جانتے ہیں اور جو وصف محمدی کو اپناتے ہیں۔ بے شک عشق اپنی جگہ اور علم اپنی جگہ۔ ایسا ضرور ہے کہ

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق*

عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

لیکن یہ عشق بھی عقل سکھاتی ہے۔ عشق کے لیے رستہ ہموار کرتی ہے تو یہ علم ہی ہے جو عقل کو بڑھاتا ہے اور اُس کو اُس رستے کی طرف لے جاتا ہے جب اُسے اپنے خالق حقیقی پہچان ہوتی ہے۔ اور یہ پہچان اُس کو جب ایک مکمل انسان بنا دیتی ہے اُس کے یقین کو کامل کر دیتی ہے جب اُس کا رب کی ذات پر یقین پختہ ہو جاتا ہے اور پھر جب وہ اپنے آپ کو رب کے سپرد کر کہ درمیان سے نکل جاتا ہے تو پھر وہ مقام عشق آتا ہے کہ جب اُس کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ پہلے تو وہ سیکھتا ہے دیکھتا ہے کہ رب کہاں ہے، کیوں ہے، کیا کر رہا ہے۔ اُس کو کیا کرنا ہے یہ ساری تعلیمات اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں اور ایک عاشق کو ہی عطا ہوتی ہیں۔ یعنی عاشق وہ ہوتا ہے جو جاننا چاہتا ہے کہ وہ کون ہے وہ کیا ہے، وہ کہاں ہے جو یہ نظام ہستی چلا رہا ہے۔ اور پھر جب اُس کا یقین کامل ہو جاتا ہے تو وہ پھر ہر چیز کی پرواہ کیے بغیر اپنے آپ کو اُس کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ سپرد کر دینا اُس کے یقین کامل کی نشانی ہے اور جب وہ مکمل اپنے آپ کو رب کے سپرد کر دیتا ہے تو رب اُس کا ہو جاتا ہے جو اُس کا منتہائے مقصود ہے۔ تو پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

13

فیض کے چشمے

شکر الحمدللہ یا اللہ تو کتنا رحیم اور کتنا کریم ہے کہ تُو نیند کے بعد ایک موت کے بعد ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے اور یہ تیری عطا ہے جو یہ نورانی وقت ہمیں ہر روز دیکھنے کو ملتا ہے چاہے کچھ ہو بغیر آلارم کے بغیر کسی آواز کے تیری رحمتوں سے ہماری آنکھ کھلتی ہے۔ اور ہم اپنے چاروں طرف یہ پھیلا ہوا نور دیکھتے ہیں اور اس نور کی بارش میں نہانے کے بعد ہمارے تمام دکھ دور ہو جاتے ہیں اور لگتا ہے ہمیں کبھی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ اور ہم تیرے حضور تیری محبتیں لینے کے لیے سجدہ ریزہ ہو جاتے ہیں اپنا دامن پھیلا دیتے ہیں اے اللہ تُو اتنے نورانی وقت میں ہمارے ساتھ ہوتا ہے اور ہم پہ بہت سی چیزیں کھولتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تُو اپنے بندوں کو ہدایت دیتا ہے اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو بھیجا اس بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برسی اور زمین کا ایک حصہ عمدہ تھا اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا گھاس اور دیگر جڑی بوٹیاں اُگ آئیں اور اس کا ایک حصہ سخت تھا اُس نے پانی کو روک لیا تو اس کے ذریعہ سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا اور انھوں نے خود بھی پیا جانوروں کو بھی پلایا، کھیتوں کو بھی سیراب کیا اور وہ بارش اس زمین کے ایک حصے کو بھی پہنچی جو چٹیل تھا جس نے نہ پانی روکا نہ کوئی گھاس اگائی بس یہ مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے اللہ کے دین کی سمجھ حاصل کی اور اُس چیز سے نفع دیا جس کے ساتھ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو بھیجا۔ اُس نے خود علم حاصل کیا دوسروں کو بھی سکھایا۔ تو یہ ایک صدقہ جاریہ ہے کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں اور جو علم نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا اُس کو آگے پہنچانا تاکہ اُس سے سب سیراب ہوتے چلے جائیں روح سیراب ہو جائے اور یہ پیغام آگے تک اللہ کی محبت کا، انسانیت کا آگے آگے پہنچتا رہے اور آپ اس کنویں کی مانند بن جاؤ جس سے لوگ روز پانی پیتے ہیں اور اُس سے پانی میں اضافہ ہوتا

رہتا ہے۔ یہ قدرت کا قانون ہے کہ جتنا اُس پانی کو استعمال کیا جائے اتنا ہی وہ پانی بڑھتا ہے اور فیض زیادہ ہوتا جاتا ہے اور اگر اُس میں سے لوگ پانی پینا چھوڑ دیں تو وہ کنواں سوکھ جاتا ہے تو خواہش یہی ہوتی ہے کہ کاش اس بات کو سننے والے سب ایسے کنویں بن جائیں جن سے لوگ روز پانی پئیں پانی پینے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جائے اور فیض کے چشمے یہاں سے جاری ہوتے چلے جائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

14

اللہ کی رحمت

شکر الحمدللہ۔ کس قدر خوبصورت نور کے ساتھ ایک ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا جو مکہ اور مدینہ کو چھو کر ہم تک پہنچ رہی ہے۔ اور ہمارے دل میں ایک محبت کے احساس کو جگا رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ اللہ ہے۔۔ اللہ ہے۔۔ اللہ ہے۔ اور دور سے آتی ہوئی اللہ اکبر کی صدائیں بھی یہی بتا رہی ہیں کہ اللہ ہے۔۔ اللہ ہے۔۔ اللہ ہے۔ اور آؤ بھلائی کی طرف۔ آؤ نماز کی طرف۔ ۔پکار پکار کہ فضائیں کہہ رہی ہیں اور اللہ کے بندے جن کو اللہ توفیق دیتا ہے وہ اُسے کے حضور حاضر ہیں اور اپنے ربِ کائنات کی پیار بھری سرگوشیوں کو سُن رہے ہیں۔ اور اللہ ہی تو ہے جو دل کی خاموشی کہ بھی سُن لیتا ہے اُس کو لفظوں میں اپنا مطلب بتانے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور وہی رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جو پکا اور سچا اور سُچا رشتہ ہے۔ وہی تو پیار ہے جو بے لوث پیار ہے، غیر مشروط پیار ہے وہ ہمارے رب کی محبت ہے ہمارے رب کا پیار ہے۔ اور دنیا میں تو یہ جذبہ شرائط پر مشتمل ہوتا ہے۔ کبھی تو رشتے بن جاتے ہیں اور لوگ قریب آجاتے ہیں اور کبھی جب ذرا رویوں یا سلوک میں فرق آتا ہے تو یہ دور چلے جاتے ہیں اور کبھی قریب آجاتے ہیں اور کبھی آہستہ آہستہ دور ہو کہ ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب ربِ کائنات کے ساتھ ہم جُڑ جاتے ہیں تو وہ کبھی ہمیں اپنے سے الگ نہیں کرتا۔ ہم لاکھ کوشش کریں وہ رحمان اپنی رحمتوں کے حصار میں ہمیں جکڑ کہ رکھتا ہے۔ اور اُس وقت تک ہمیں اپنی رحمتوں سے محروم نہیں کرتا جب تک ہم بالکل ہی سرکشی پہ نہ اُتر آئیں۔ اور اُس کے باوجود وہ بار بار ہمیں موقع دیتا ہے، معافی کا، لوٹ آنے کا، محبت کرنے کا، محبت پھیلانے کا۔۔ اور دلوں میں امید کی شمعیں روشن کرتا رہتا ہے۔ یقین کی شمعیں روشن کرتا ہے۔ اور وہ یقین کی شمع جس کے دل میں جل جاتی ہے اور اُس نور کا یقین دل میں پھیل جاتا ہے تو انسان ہر ایک گمان سے نکل کر یقین کو اپنا کر رب کو پالیتا ہے۔ اور ہمارا

زندگی کا سب سے بڑا نصب العین اللہ اور اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی امر اُس کی رضا کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ جب ہم اُس کی رضا کو اپنا لیتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری ہر خوشی کو ہر تمنا کو ہر خواہش کو پورا کرتا ہے۔۔ پھر وہ رب ہمارا ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ سمجھ لیجئے جس کا رب اُس کا سب۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

15

خود شناسی

ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میں اپنے قلب سے دنیا کی محبت کس طرح نکالوں۔ یہ سوال اکثر لوگ کرتے ہیں۔ اور دیکھیں کہ دنیا آپ کے ساتھ کیا چال چلتی ہے وہ آپ کے ساتھ کھیل کھیلتی ہے۔ آپ کو اپنے پیچھے دوڑاتی ہے۔ ترقی بھی دیتی ہے، دوسری مخلوق سے اونچا بھی کرتی ہے، لوگوں کی گردنوں پر قبضہ بھی دلاتی ہے۔ اور اپنے خزانے و عجائبات کو ظاہر کرتی رہتی ہے۔ اور جو کوئی اس کا غلام بن جاتا ہے تو وہ نفس کا قیدی ہو جاتا ہے اور نفس اس کو پکڑ ان چیزوں میں جکڑ لیتا ہے۔ اور جو نفس کا قیدی ہوا وہ شیطان کا دوست بن جاتا ہے۔ اور شیطان اُس کے پہلو میں کھڑے ہو کر اُس پر ہنستا ہے۔ اور اس کا یہ برتاؤ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک ہو رہا ہے۔ تو ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو پہچانیں جو اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے وہ دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکال سکتا ہے۔ یہ دنیا نفس ہے۔ نفس کے جو قیدی ہیں ان کی دلچسپی دنیا میں ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوتے ہیں۔ دنیا میں جو بھی چیزیں ربِ کائنات نے پیدا کی ہیں وہ آپ کے لیے ہی پیدا کی ہیں۔ لیکن اُن سب چیزوں کو آپ نے ایسی نظر سے دیکھنا ہے کہ یہ سب قدرت کے کارنامے ہیں ان میں غور و فکر کرنا ہے۔ اور اپنی پہچان کرنے کے لیے اپنی اصلاح کرنی ہے۔ اپنا احتساب کرنا، روز اپنے آپ سے سوال کرنا کہ آج میں نے کتنے نیک کام کیے۔ کتنے لوگوں کو میری ذات سے فائدہ پہنچا کتنے لوگوں سے میں نے بے لوث محبت کی اور بغیر کسی لالچ کے ان کو فائدہ پہنچایا۔ اور کتنے لوگوں کو میں نے پیار کی نظر سے دیکھا اور اپنے والدین کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا۔ اپنے اساتذہ کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا۔ اپنے ملنے جلنے والے راہگیروں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ میرا کیسا سلوک تھا۔ تو یہ سب سوالات جب آپ خود سے کر لیتے ہیں تو یہ آپ کو اپنا آپ تلاش کرنے پہ مجبور کر دیتے

ہیں۔ تو آپ اپنی پہچان کے عمل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور یہی جو پہچان کا عمل ہے یہ ہماری سوچ کو مثبت کرتا چلا جاتا ہے اور مثبت سوچ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف لے جاتی ہے۔ اور صراطِ مستقیم ہمیں اللہ تک لے جاتا ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ہم صفاتِ نبی کے حامل بن جاتے ہیں۔ یعنی ہم اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کی خاطر ہر کام کرتے ہیں۔ اور وہ اوصاف ہمارے اندر پیدا ہو جاتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی ذات کا خاصا تھے۔ اور وصفِ رسول ہی عشقِ مصطفی ہے۔ یعنی ان کی عادات کو اپنانا اور اُس کے مطابق اپنی اصلاح کرنا اپنے آپ کو پہچاننا اور اپنی کردار سازی کرنا ہے۔ تو یقیناً اپنی کردار سازی کرنا ہم سب کو اچھا لگے گا۔ اور اتباعِ رسول کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چل کر اُس کے ہو جائیں گے جو رب ہے۔ اور پھر وہ آپ کا ہو جائے گا۔ تو جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

16

رب کی رضا

ایک مشہور تابعی قیس ایک دن بیٹھے تلاوت قرآن سن رہے تھے کہ ایک آیتِ مبارکہ نظر سے گزری، جس میں کہا گیا تھا "اور ہم نے قرآن کو تمہارے لیے اُتارا جس میں تمہارا ذکر کیا گیا ہے" آپ نے قرآن کی آیات کو دیکھنا شروع کیا اور اپنے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی کہ میں کہاں ہوں۔ اور دیکھا کہ اُس میں اُن لوگوں کا ذکر تھا جو کچھ رات سوتے تھے اُس کے بعد اُٹھتے ہیں اور اللہ کی عبادت میں لگ جاتے ہیں اور اپنے مال کو مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں میں برابر خرچ کرتے ہیں۔ اور پھر وہ تابعی آگے بڑھے کہ یہاں تو میں نہیں نظر آتا اور دوسری جگہ لکھا تھا کہ "وہ لوگ جو اپنے بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور اپنی راتوں کو اور دن کو عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں" یہاں پر بھی وہ ذرا حیرت کا شکار ہوئے اور تیسری جگہ ارشاد تھا "اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے عجز و ادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔ اور پھر کچھ لوگوں کا ذکر آیا سورہ العمران میں "جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور خدا نیکوں کاروں کو دوست رکھتا ہے" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اخلاق سے جن کی زبان سے کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچتی اور یہ اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے نظر آئے جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ اُس پہ ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے تکبر میں نعوذ باللہ خدا کو بھی ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور شیطان اُن کو جس طرف چلاتا ہے وہ اُسی رستے پر چلتے ہیں اور اپنے نفس کے غلام ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو بھی مانتے ہیں لیکن دنیا میں بھی اُن کا دل پھنسا ہوا ہے دنیا کے کاموں میں

بھی وہ لگے ہوئے ہیں اور غلطیاں بھی کرتے ہیں معافی بھی مانگتے ہیں اور اللہ تعالی اُن کو اُن کی معافی مانگنے پہ معاف بھی کر دیتا ہے اور ان کے لیے بہتری کے راستے ڈھونڈ تا ہے تو اُن تابعی نے کہا شاید میں خود کو اس مقام پہ پاتا ہوں جہاں سے میں اللہ تعالی سے بخشش کا طلب گار ہوں۔ اب آپ دیکھیں کہ اللہ کے جو نیک بندے ہیں اُن میں کس قدر عجز و انکساری ہے اور اپنی میں کی نفی وہ کس حد تک کرتے ہیں اور اپنے آپ میں کوئی تکبر کوئی غرور پیدا نہیں ہونے دیتے اور اپنے مقام کا خود تعین نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالی اور دنیا والے خود اُن کے مقام کا تعین کرتے ہیں۔ اور یقیناً وہ لوگ بہترین مقام پر ہیں جو اپنے رب کی رضا کو مقدم سمجھتے ہیں اور اُس کے بتائے ہوئے رستے پہ چلتے ہیں۔ اور اُس کے بتائے ہوئے رستے سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ تو شکر الحمدللہ کہ ہمیں رب نے ایک اور روشن خوبصورت دن عطا کیا تا کہ ہم اپنے اعمال کو اُسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھال سکیں۔ اور قرآن کریم کے مطابق زندگی بسر کر سکیں تا کہ ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہو اور وہ ہمارا ہو جائے اور جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

17

اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں

شکر الحمدللہ ایک اور روشن سفید نور سے بھرپور اور دل و دماغ کو ٹھنڈک پہنچاتا ہوا دن جو اس رات کے بعد طلوع ہوا ہے۔ اور جو اس رات کی سچائیوں کو دنیا میں روشن کر رہا ہے اور روشن چہرے والے، روشن دماغ، روشن سوچ والے اللہ کے لوگ اللہ کے پیغام کو لے کر آگے بڑھیں گے۔ خود کو بھی پہچانیں گے دوسروں کو بھی پہچان کے عمل سے گزرنے کا مشورہ دیں گے۔ رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور اُس کے سینے کو اپنے علم سے اپنے حلم سے اپنی محبت سے روشن کر دیتا ہے اور اس کو صراط مستقیم دکھا دیتا ہے۔۔ تو یہ رستہ جس کو مل جاتا ہے وہ قابلِ رشک ہے کہ اللہ نے اُسے اپنے کام کے لیے چن لیا۔ کہ جو اُس نے اپنے انبیاء کرام کو سکھانے کے لیے بھیجا، پیغمبروں کو سکھانے کے لیے بھیجا وہی کام خاتم النبین کے بعد اللہ کے نیک بندے انجام دیتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ صرف دو آدمی رشک کے قابل ہیں ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اُس نے اُسے حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔ اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا پس وہ اس کے ساتھ فیصلے بھی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے تو یہ سب رب کی عطا ہے کہ وہ جس کو اختیار ہے منتخب کرتا ہے، رستہ دکھاتا ہے توفیق عطا کرتا مال دیتا ہے دولت دیتا ہے، علم دیتا ہے، عقل دیتا ہے اور اُس کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی سکھاتا ہے۔ اُس کو صرف وہ اپنی عیاشیوں پہ یا بخیل عالم کی طرح دل میں سنبھال کہ

نہیں رکھتا بلکہ وہ اس سے دوسروں کو راہِ راست پر لاتا ہے اور اپنے مال کو اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کے بندوں پر خرچ کرتا ہے۔ اب ہم اگر مثال دیکھیں حضرت عمر فاروقؓ کی کہ نہ اُن کے پاس علم و دانش نہ مال و دولت کی کمی تھی اور معاشرے میں اُن کو بلند مرتبہ حاصل تھا اور آپ جب خلیفہ بنے تو حضر عمر فاروقؓ کی بیوی عاتکہ فرماتی ہیں کہ آپؓ لیٹتے تو نیند ہی اُڑ جاتی، بیٹھ کر رونا شروع کر دیتے، میں پوچھتی کہ اے امیر المؤمنین کیا ہوا کہتے مجھے حضرت محمد ﷺ کی امت کی خلافت ملی ہوئی ہے۔ اور اس میں مسکین بھی ہیں ضعیف بھی ہیں، یتیم بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے ان سب کے بارے میں سوال کریں گے اور مجھ سے جو کوتاہی ہوئی تو میں اللہ کے رسول کو کیا جواب دوں گا۔ یہ تھا طریقہ ان روشن دماغ، روشن خیال اللہ کے منتخب کردہ بندوں کا کہ جن کو خوفِ خدا سے نیند نہیں آتی تھی۔ کہ جو کچھ ان کو دیا گیا جو منصب ان کو دیا گیا چاہے وہ دولت کی وجہ سے تھا، علم کی وجہ سے تھا، دانش کی وجہ سے تھا۔ اللہ کے حکم سے ان کو چنا گیا تو کہیں وہ ذمہ داریاں جو ان کو سونپی گئی اُن میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ اور میرے پیارے نبی کریم ﷺ کیا ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور معتبر، اللہ کا پیارا اللہ کا منظور نظر، جن کے لیے کائنات بنائی کوئی اور تھا۔ اور آپ ﷺ تمام رات کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے اور اپنی امت کے لیے دعا مانگتے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سُوج جاتے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں اللہ پاک آپ ﷺ کو یا ایھا المدثر، یا ایھا المزمل کہہ کر پکارتے اور تسلی دیتے تو ہم سب کیا ناچیز اپنے دین کی تھوڑی سی بھی خدمت انجام دے سکتے ہیں یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم اگر دجلہ کے دور دراز علاقے میں بھی کسی خچر کو راہ چلتے ٹھوکر لگ گئی تو مجھے ڈر لگتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سوال نہ کریں کہ اے عمر! تُو نے وہ راستہ کیوں نہیں ٹھیک کروایا تھا۔ یا وہاں پہ کوئی کتا مر جائے تو اُس کے بارے میں بھی سوال ہو گا کہ تُو نے اُس کی دیکھ بھال کیوں نہیں کی تو ہم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے رب کائنات کی بنائی ہوئی اس دنیا میں جس وقت میں پیدا کئے گئے ہیں جس دور میں پیدا کیئے گئے ہیں اور جو کچھ اپنے رب کی طرف سے ہمیں عطا کیا گیا ہے وہ ہم سب تک پہنچا دیں۔ وہ شعور، وہ آگہی، وہ علم، وہ محبت، وہ مذہب وہ دین اور وہ سب اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ جنت اور دوزخ کے معاملے تو بعد کے معاملات ہیں۔ ہم اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کا اتباع کس طرح کرتے ہیں عشق مصطفی تو کرتے ہیں

وصفِ مصطفیٰ کا بھی ذکر کرتے ہیں لیکن اُس پر عمل کتنا کرتے ہیں کیا ہمارے دل ہر قسم کے میل کچیل، برے خیالات سے، نفرت سے، انا سے، تکبر سے خواہشوں سے حسد سے پاک ہیں۔ کیا ہمارے دل میں اللہ کی خلقت کے لیے محبت ہے؟ کیا ہمارے دلوں کو سکون حاصل ہے، وہ سکون جو اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے بعد میسر آتا ہے تو اے اللہ پاک! تُو رحمان ورحیم ہے اور جو کچھ تُو نے ہمیں ہمارے رسول پاک ﷺ کے ذریعے سکھایا یا قرآن پاک کے ذریعے سمجھایا ہمیں توفیق دے کہ ہم اُس کو دوسروں تک پہنچا سکیں تو اللہ ہم اس کے لیے تیری محبت طلب کرتے ہیں، تیرا ہاتھ مانگتے ہیں تجھ سے سوال کرتے ہیں تجھے اپنا بنانا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے دل کے اندھیرے مٹا دے اور اس کو اپنے نور سے منور فرما دے کیونکہ ہم تجھے ہی چاہتے ہیں کہ جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

18

آخرت کو نہ بھولیں

الحمدللہ ایک اور نورانی صبح نور سے روشن اور اس کی نورانی کرنوں سے تمام مخلوق کے دل روشن ہیں جو اس وقت جاگ رہے ہیں اُس کی نورانی کرنوں سے اندھیرے میں راستہ تلاش کر رہے ہیں اور اپنے دلوں کو منور کر کے اپنے رب کو دل کے اندر تلاش کر رہے ہیں اور اس نور کو دور تک پھیلانے کے لیے کوشاں ہیں تو یہ سب اُس کی رحمت ہے کہ وہ ہر روز ایک نئے خوبصورت صبح جو ہر پچھلے دن سے بہتر ہوتی ہے، طلوع کرتا ہے اور انسان کو ایک اور موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال سکے کچھ اور اچھا کام کر سکے اپنا احتساب کر کے خود کو پہچان سکے اُس کی مخلوق کے لیے کوئی نیک کام کر سکے اور اس کی مخلوق سے محبت کر سکے اور تا کہ وہ رب کہ محبت حاصل کرے اور اللہ ہی نے انسان کو عقل عطا فرمائی تو فی زمانہ اگر آپ نظر ڈالیں تھوڑے ہی پچھلے دور پر تو جہاں مواصلات کا ذریعہ گھوڑے تھے، خط تھے، تار تھے ٹیلی گرامز تھے تو پھر ٹیلی فونز آئے اور آپ دیکھیں موبائل فونز ہیں اور ان کی بھی کئی قسمیں ہیں لیپ ٹاپس ہیں اور الیکٹرونک میڈیا اتنا ترقی کر گیا ہے کہ ہم ابھی گھر بھی نہیں پہنچتے اور اگر کسی تقریب میں ہم نے شرکت کی تو اس کی رپورٹ ہم سے پہلے اس میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ تو یہ عقل کس نے عطا فرمائی؟ اور اب ہر چیز منٹوں میں ہماری رسائی میں ہے جو چاہیں آپ انفارمیشن حاصل کرنا چاہیں اُس تک رسائی حاصل کرنا اب مشکل نہیں رہا۔ ہمارے ہاتھوں میں ہر چیز موجود ہے اور اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ اس کو اچھی طرح سے استعمال کرتے ہیں۔ اچھے کام کے لیے استعمال کرتے ہیں یا اس کو تخریب کاری کے لیے استعمال کرتے ہیں اور یہی موبائلز تخریب کاری کا بھی ذریعہ بنتے ہیں۔ دہشت گردی کا بھی ذریعہ بنتے ہیں غلط پیغام رسانی کا بھی ذریعہ بنتے ہیں اب یہ انسان بھی کیسا سیانا ہے یہی نہیں پتہ کہ عقل کے گھوڑے اس نے کہاں تک دوڑا

دیے اور یہ ایک طرح سے فائدہ مند بھی ہے کہ بے شمار انفارمیشن اور ہم بطورِ مسلمان اپنی انفارمیشن بھی پوری دنیا تک پہنچا سکتے ہیں اور دوسرے اسلامی ممالک سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آپ دیکھیں کہ اب ریموٹ کنٹرول سے دروازے کھل جاتے ہیں ریموٹ سے آپ کا ٹی وی چل جاتا ہے۔ ریموٹ سے آپ کی گاڑی کھل جاتی ہے۔ تو یہ انسان کا سیانا پن ہے اس کو عقل اللہ نے دی اور انسان کیسا ہے کہ وہ سب کچھ کرتا ہے سردی آنے سے پہلے گرم لباس کا بندوبست کر لیتا ہے رات کو گھر آنے سے پہلے کھانے کے لیے انڈے، ڈبل روٹی اور جو سامان وغیرہ چاہے وہ لے آتا ہے۔ کس قدر منتظم ہے یہ انسان اور بچے کی پیدائش سے پہلے ہی کپڑے وغیرہ تیار کر لیتا ہے اور اب تو یہاں تک بھی ہے کہ اکثر بچے کی پیدائش سے پہلے ہی سکول تک بھی داخلہ کروالیا جاتا ہے۔ اور جب روزے آتے ہیں رمضان آتا ہے تو افطار کے لیے عصر سے ہی چیزیں جمع کر لیتا ہے۔ بارش میں نکلنے سے قبل چھتری لے لیتا ہے، لمبے سفر پہ روانہ ہونے سے پہلے گاڑی کی ہوا، تیل، پانی، پٹرول، چیک کر لیتا ہے اور اندھیرے میں نکلنے سے پہلے ٹارچ تھام لیتا ہے اور اس طرح سے وہ بہت سارے کام اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ اور ہر چیز تک رسائی بے حد آسان ہو گئی ہے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم عطا فرمائی جس کے ذریعے اس نے کیسی کیسی حیرت انگیز ایجادات کر لی ہیں۔ آپ ہوائی جہاز کو دیکھیں کہ منٹوں میں کس طرح سے اتنا لمبا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے اور ہم کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں اور آج کل کی ٹیکنالوجی بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ ہماری عقل حیران ہے۔ لیکن کیا انسان نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ اس کا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے کیا ان چیزوں سے لطف اندوز ہونا اور ان کو حاصل کرنا اس کے لیے غلط یا صحیح ذرائع استعمال کرنا، ہر چیز کے حصول کے لیے لالچ اور طمع کا پیدا ہونا یہ سب چیزیں ہمیں جہاں فائدہ پہنچا رہی ہیں وہاں نقصان بھی پہنچا رہی ہیں لیکن ایک بات جو ہم اپنا سب سے بڑا نقصان کر رہے ہیں ہم انسانیت کے رستے سے بھٹک گئے ہیں ہمیں روز اس ٹیکنالوجی کے ذریعے نت نئے طریقے جو لوگوں میں تباہی پھیلانے کے، لوگوں کی چیزوں کو تباہ کرنے کے طریقے، چوری کرنے کے طریقے، ڈاکے ڈالنے کے طریقے، آگ لگانے کے طریقے، اور دہشت گردی میں استعمال ہونے والی چیزیں اور کس طرح سے ہم نت نئے طریقے سے قتل کرنے کے طریقے اور ہر طرح کی چیزیں انسان نے ایجاد کر لی ہیں۔

انفار میشن یہ ہمیں ریڈیو، ٹی وی اور نیٹ کے ذریعے سے، یہ انفار میشن ملتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان اپنے آنے والے کل کے لیے انتظام میں مصروف رہتا ہے کہ اب کل شادی ہے تو میں یہ کپڑا پہنوں گا، کل سکول جانا ہے تو یہ کپڑے ہونے چاہیءں، یونیفارم ہونا چاہیے۔ سب کچھ کھانا، پینا، ہر چیز کا انتظام کرنا ہے لیکن کیا نہیں کرتا وہ قبر میں اُترنے کی تیاری نہیں کرتا، وہ یہ نہیں سوچتا کہ جو اس کا اصل ٹھکانہ ہے جب وہ وہاں پہنچے گا تو اس کی تیاری بھی بے حد ضروری ہے اور وہ تیاری کیا ہے، خود کو پہچان کے خود سے محبت کر کے اپنے رب سے محبت کریں اللہ کے انسانوں سے پیار کریں۔ اور علم نافع ان تک پہنچائیں۔ اور سب کا بھلا مانگیں، سب کی خیر مانگیں۔ امن و امان مانگیں۔ اور اتنی محبت دیں کہ نفرت کی دیواریں ٹوٹ جائیں اور یہ سب ہم نہیں کرتے اپنے دل کے بتوں کو نکال کہ رب کو تلاش کریں اور پھر ان سب چیزوں سے مستفید ہوں تو پھر دیکھیں اس کا مزہ دوچند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کا عمل مثبت ہو جاتا ہے ان چیزوں کو استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو مثبت طریقے سے استعمال کریں ان کا مثبت فائدہ اٹھائیں۔ منفی فائدے کو ختم کریں منفی کوئی سوچ نہ اپنائیں مثبت سوچ اپنائیں۔ محبت کریں، پیار کریں معاف کریں، کیونکہ محبت پھیلے گی تو معاشرے میں ہر قسم کی بھلائی اور بہتری آئے گی۔ اور ہر کام اچھے طریقے سے انجام دیا جائے گا۔ اور پھر جو شخص قبر میں اُترنے کی تیاری کرتا ہے اس کو پتہ ہے کہ مجھے

زندگی ختم ہونے سے پہلے اپنے رب کو راضی کرنا بڑا ضروری ہے اور رب جو راضی ہوتا ہے وہ اس طرح کہ آپ اُس کی رضا میں راضی ہو جائیں۔ اور آپ خیال کریں کہ جو بھی کام میں نے کرنا ہے وہ ایسے کرنا ہے کہ اس سے میرا رب راضی ہو گا۔ اور پھر جب رب راضی ہو گا تو وہ آپ کا بن جائے گا۔ تو پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

19

عشقِ اللہ اور عشقِ رسول ﷺ

شکر الحمدللہ کس قدر خوبصورت سماں ہے، نور سے یہ روشن جہاں ہے اور خلق ڈھونڈتی ہے خدا کہاں ہے، خدا کہاں ہے ، اللہ کہاں ہے وہ اس وقت نچلے آسمان پہ جلوافروز ہے آپ کے دلوں میں، آپ کے کعبہ ءدل میں مقیم ہے آپ کی شہہ رگ کے قریب ہے اس نے آسمان پر جلوہ گر ہو کر دنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ اور دلوں میں روشن ہو کر دلوں کو اپنے نور سے منور کر رکھا ہے اور یہ منور دل والے لوگ جن کے ماتھے نور الٰہی سے چمک رہے ہیں عشقِ رسول ﷺ سے دمک رہے ہیں اور درود و سلام کی آواز سے یہ فضا گونج رہی ہے۔ اللہ اور اللہ کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والوں تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ اللہ کا اور اللہ کے فرشتوں کا مقبول ترین فعل جب انسان اپناتا ہے تو اس کا اندر روشن ہو جاتا ہے اس کے روئیں روئیں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں اور نور کی یہ کرنیں تمام زمانے کو روشن کر دیتی ہیں اُس کے اندر ایک بہادری، ایک قوت، اور اللہ کی مدد ہونے کی وجہ سے اُس کو مضبوط، بہادر اور ہر چیز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں۔ اور وہ انسان جس کے دل میں رب ہوتا ہے رسول پاک ﷺ ہوتے ہیں وہ انسان شیر کی طرح دلیر ہوتا ہے وہ اپنے رب کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تو یہ لفظ سن کے مجھے یاد آیا کہ عربی لغت میں شیر کے لیے بہت سے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ شیر جب اپنے کچھار میں اپنے پاؤں کو سمیٹ کر بیٹھا ہوا ہوں تو اُس کیفیت کو "اسد" کہتے ہیں تو وہی اسد جب اپنے کچھار سے نکل کر چہل قدمی کرنے لگے تو اس کیفیت کو۔ زرغام۔ کہتے ہیں۔ اور وہی زرغام جب چہل قدمی

کرتے وقت کسی خاس سمت کی جانب دیکھنا شروع ہو جاتا ہے تو اس کیفیت کو۔ غضنفر۔ کہتے ہیں اور جب وہی غضنفر دھاڑ تے وقت اپنے کچھار سے کسی مخصوص سمت چل پڑے اس کیفیت کو۔ ضیغم۔ کہتے ہیں اور جب وہی ضیغم اپنے شکار پر حملہ آور ہو جائے تو اس کیفیت کو۔ حمزہ۔ کہتے ہیں اور جب حمزہ اپنے شکار کو اپنے پنجے میں اس طرح کَس لے کہ اس کا سانس لینا دشوار ہو جائے تو اس کیفیت کو۔ عباس۔ کہتے ہیں اور وہی عباس جب اپنے شکار کو ٹکڑوں میں بانٹ دے تو اسے۔ حیدر۔ کہتے ہیں اور ہمارے قرآن پاک میں یہ جو ناموں کا ذکر کیا گیا تو یہ نام شیر کی بہادری کے ساتھ ساتھ ان کیفیات کو ظاہر کرتے ہیں جو ایک دلیر انسان کے اندر ہوتی ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ کرنے والا شخص خوف زدہ نہیں ہوتا اس کو صرف اپنے خدا کا ڈر ہوتا ہے اور وہ ہر کام سے، برے کام سے برے فعل سے، برے عمل سے گھبراتا ہے۔ تو اپنے رب سے ڈرنے کی وجہ سے اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کوئی کام ایسا نہ ہو جس سے اس کا رب اس سے ناراض ہو جائے اور وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے اپنے ہر عمل کو اس کے مطابق کر لیتا ہے۔ اور جب اس کا ہر عمل رب کی رضا کے مطابق ہو جاتا ہے تو پھر رب اس کا ہو جاتا ہے تو جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

20

اللہ کا ذکر افضل ترین ہے

شکر الحمدللہ۔ ایک اور خوبصورت نورانی صبح اللہ تعالیٰ کے حکم سے طلوع ہوئی اور اللہ کا نور فضاؤں میں ہر طرف بکھرا ہوا ہے۔ اور اللہ کی تمام مخلوق سجدۂ شکر ادا کر رہی ہے۔ اور اللہ اپنے اُن بندوں کو بڑی محبت اور پیار سے دیکھ رہا ہے جو اُس کو اپنے دل کے اندر اور اپنی شہہ رگ کے قریب تلاش کر رہے ہیں۔ اور اُن کی صداؤں کا جواب دے رہا ہے۔ اُن کی دعاؤں کو سُن رہا ہے وہ خود کہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ ہمیں ویسے ہی لٹا دیا جاتا ہے۔ اگر ہم کسی کی عزت کریں تو وہ ہماری بھی عزت کرتا ہے اور کسی کا احساس کریں کسی کے دکھ کو محسوس کریں تو دوسری طرف سے بھی یہی احساس اور یہی دکھ میں شریک ہونا آپ کو بھی ملتا ہے۔ پیار کیجئے، محبت کیجئے آپ کو بھی پیار اور محبت ملے گی۔ شفقت دیجئے، محبت دیجئے اور اپنے رب کی محبت میں سب کو شریک کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رب کے حضور حاضری دیں اور اس کے ساتھ اگر عزت، احساس، پیار اور شفقت و محبت آپ کے اندر ہے تو یوں سمجھ لیجئے کہ یہ ایسے ادھا ہیں جو رب کریم کے در سے ضرور واپس ملتے ہیں کیونکہ وہ ذات کریم کسی کا قرض نہیں رکھتی اور دنیا کیا کہتی ہے دنیا پیسے کی طلب کرتی ہے دنیا عزو جاہ کی طلب کرتی ہے دنیا کہتی ہے کہ پیسہ حاصل کرو اور سب کچھ بھلا دو وقت کہتا ہے میرے پیچھے چلو باقی سب کو چھوڑ دو، مستقبل کہتا ہے میرے لیے کوشش کرو باقی سب بھلا دو اور اللہ صرف اتنا کہتا ہے مجھے یاد کرو میں تیرے قدموں میں سب کچھ ڈال دوں گا۔ تو سب سے بہتر کیا ہوا، اللہ کا ذکر، اللہ کو یاد کرنا جس سے اللہ آپ کو مل جاتا ہے اور پھر جس کو اللہ مل گیا تو اس کو سب مل گیا۔ کہ جس کا رب اُس کا سب

21

معاف نہ کرنے کے نقصانات

شکر الحمدللہ ایک اور دن اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اپنی اصلاح کے لیے انسانوں کو ایک اچھا اور خوبصورت عمل کرنے کے لیے اور اس نور سے لطف اندوز ہونے کے لیے جو اس وقت چاروں طرف چھایا ہوا ہے اور ایک اچھی بات سب تک پہنچانے کے لیے یہ دن ملا ہے آج ہم بات کریں گے کہ معاف نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں اور ہمارے اندر بیماریاں کیسے ہوتا ہے اُن کا کھانا Multi stages جنم لیتی ہیں آپ نے جانوروں کو دیکھا ہو گا کہ وہ جُگالی کرتے ہیں کیونکہ اُن کا معدہ بار بار معدے سے واپس آتا ہے پھر وہ جُگالی کرتے ہیں اور بار بار اس طرح کرنے سے وہ صحت مند رہتے ہیں۔ اور اکثر اُن کا ڈاکٹر جو پوچھتا ہے کہ یہ جانور جُگالی کرتا ہے یا نہیں کرتا تو اگر جو جانور جُگالی نہیں تو وہ بیمار تصور کیا جاتا ہے لیکن اگر انسان کا معدہ بھی صحیح کام کر رہا ہے تو اس کو جُگالی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر انسان جُگالی کرتا ہے یعنی اپنے اندر کی چیزوں کو بار بار باہر لا کر اُس کو استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اُس کے بیمار ہونے کی علامت ہے تو انسان کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پاک ﷺ نے بار بار جُگالی کرنے سے منع فرمایا ہے اور نقصانات بیان کیے ہیں۔ انسان نفسیاتی جُگالی کرتا ہے یعنی وہ دوسروں کی گئی تمام زیادتیاں اپنی ہارڈ ڈسک پر محفوظ کر لیتا ہے۔ اور انھیں بار بار ریفریش کرتا رہتا ہے جنہیں وہ بظاہر حاتم طائی کی قبر پر لات مار کر معاف کر چکا ہوتا ہے۔ یقین کریں وہ ری سائیکل بِن کبھی بھی خالی نہیں کرتا انھیں کرتا رہتا ہے۔ جب ہم کمپیوٹر آن کرتے ہیں اور سیٹنگز لوڈ ہوتی ہیں تو ری سائیکل بِن میں پڑا restore حسبِ ضرورت ہو اگند بلا بھی اُسے لوڈ کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے کمپیوٹر کے پروسیسر پر اضافی بوجھ پڑتا ہے۔ اس طرح زیادتیاں نہ معاف کرنے والوں کے اندر ہر وقت گھوں گھوں چلتی رہتی ہے اور یہی بیماریوں کی فیکٹری ہے۔ ہر بیماری یہیں سے پیدا

ہوتی ہے اور پھر بڑھتی ہے اور جب اللہ کی خاطر کسی کو معاف کر دیتے ہیں تو کم از کم اللہ سے شرم کرتے ہوئے اُسے دوبارہ نہیں کرنا چاہیے۔ اور اپنے اندر آگ کا انگارہ لگانے والی بات ہے۔ اب آپ یقیناً اس بات کا مطلب سمجھ گئےrestore ہوں گے کہ اپنے اندر ہم جو یہ گند جمع کرتے رہتے ہیں اور بظاہر ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے معاف کر دیا یعنی ہم جب دعا بھی کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم نے اپنے دل کو صاف کر لیا، سب کو معاف کر دیا بس اب صرف تُو ہمارے سامنے ہے اب ہم کسی کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے، کوئی ہمیں تکلیف نہیں پہنچائے گا لیکن ہم پوری طرح ایسا نہیں کر پاتے یعنی جُگالی کرتے ہیں۔ وہ جُگالی ہمارے اندر کی چیزیں باہر نکالتی رہتی ہے۔ اور یقین کریں بیماریوں کا سبب یہی اندر پیدا ہونے والی نفرت ہے، ہماری منفی سوچ ہے جو ہمارے اندر بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔

جب ہم پوری طرح کسی کو معاف نہیں کر سکتے جب اپنے دل پوری طرح صاف نہیں کر سکتے۔ تو صرف کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل سے اُسے ماننا، تسلیم کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور پھر سب بندوں سے اللہ کی مخلوق سے بے لوث محبت کرنا اور پھر اُس محبت کے بدلے میں کچھ طلب نہیں کرنا۔ اگر آپ کسی کے لیے دعا کرتے ہیں جانے میں انجانے میں تو یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ شخص بھی اُس کے بدلے میں کم از کم آپ کو دعا ہی دے گا۔ یا محبت دے گا، پیار دے گا یا آپ کو کسی قسم کی کوئی نوازش کرے گا، یا آپ کو خوش کرنے کا کوئی اہتمام کرے گا۔ جب آپ نے دعا دے دی جب آپ نے معاف کر دیا جب آپ نے بے لوث ہو کہ اُس سے پیار کر لیا تو اُس کے بدلے طلب کچھ نہ کریں۔

اور وہ دینے والا خدا ہے اور جب یہ سب چیزیں ہمارے اندر سے نکل جاتی ہیں تو ہمارے اندر کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ہماری روح بیمار ہوتی ہے۔ روح بیمار ہوتی ہے تو ہمارا جسم بیمار ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارے اندر جو نفرت ہے یہ بیماریوں کی جڑ ہے اور جو ہم لوگوں کو معاف نہیں کر سکتے تو ہمارے دل صاف نہیں ہوتے تو اگر آپ اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو اپنا اندر صاف کر لیں جُگالی نہ کریں۔ اور اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ رب اُس سے راضی ہوتا ہے جس سے سب راضی ہوتے ہیں۔ اور سب اُس سے راضی ہوتے ہیں جو بے لوث چاہت کرتا ہے۔ جس کے ذہن میں اُس کو کوئی بھی بدلے کا

تصور نہیں ہوتا کہ چاہت کے بدلے میں چاہت ملے گی۔ تو پھر اُس اطمینان کا آپ مزہ لے کر دیکھیں اُس سکون کو آپ محسوس کر کہ دیکھیں اپنے اندر جب دنیا کی مخلوق یہاں تک کہ زمین پر رینگنے والی چیونٹی یا کسی کاٹنے والے جانور سے بھی آپ نفرت محسوس نہیں کریں گے۔ محبت، محبت، محبت اور سراپا دعا بن جائیں گے اور جو سراپا دعا بن جاتا ہے تو اللہ اُس کا ہو جاتا ہے تو جس کو رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

22

اللہ سراپا محبت

شکر الحمد للہ ایک اور نورانی صبح جو معطر ہو کے فضاؤں میں نور کی طرح بکھری ہوئی ہے اور ان ہواؤں اور ان فضاؤں میں درود و سلام کی آوازیں آرہی ہیں۔ ہمیں رب اور نبی کریم ﷺ کی قربت محسوس ہو رہی ہے۔ اور وہ رب جو ہمارے کعبہ ءدل میں مکین ہے اور جس کے لیے ہمارا دل اور ہماری روح کعبہ بننے کے لیے ہر وقت دھلائی کے عمل میں مصروف رہتے ہیں۔ اور باطنی دھلائی ظاہری دھلائی سے زیادہ مشکل کام ہے لیکن یہ عمل رب جن بندوں کو اپنی محبت سے عطا کرنا چاہتا ہے یہ لونڈری ان کے اندر لگا دیتا ہے تا کہ بندہ دھلائی کے اس عمل سے گزر کر ہر وقت نور کی روشنی کو اپنے اندر محسوس کرتا رہے اور رب کی قربت جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے وہ دل کے آئینے میں اس کو نظر آتا رہے۔ تو کس طرح سے شکر ادا کریں کہ اس نے اپنے جلوے کو ہم پر عیاں کر دیا اور آپ ﷺ کو ہمارا رہنما کر دیا۔ اور ہمیں درود پاک کی نعمت سے نوازا اور دنیا کی ابتداء کر کہ محبت کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر لوح قرآنی یعنی لوح محفوظ پر قرآن پاک کو رقم کیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایسا مقدس لفظ ہے کہ اگر آپ سوتے وقت اس کو پڑھیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس شخص کے لیے تمام رات نیکیاں لکھو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر ربِ کائنات نوازنا چاہتا ہے اجر دینا چاہتا ہے اور جود و سخا کی بارش کرنا چاہتا ہے اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم ان عطاؤں کو کیسے سمیٹتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان ٹوٹتا ہے تو پھر رب سے جڑتا ہے اگر اس کو کوئی دکھ نہ ہو تکلیف نہ ہو الجھن نہ ہو، اس کا دل نہ ٹوٹے تو اُسے رب کی محبت کا یقین ہی نہ آئے کیونکہ ٹوٹنے کے بعد جب وہ رب سے جڑتا ہے اور پھر جو محبت اور عنائیات کی بارش ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا

مشکل ہے اور جب وہ اپنی خالی ہاتھوں میں اپنی ٹوٹی ہوئی کرچیاں لے کر اپنے ہاتھوں میں پکڑ کے اپنے ریزہ ریزہ وجود کو اُس کے سامنے پیش کرتا ہے جسے کوئی نہیں سمیٹ سکتا وہ رب سمیٹ لیتا ہے اور خالی سمیٹتا ہی نہیں خالق بھی وہ ہے مصور بھی وہ ہے وہ دوبارہ اسے بناتا ہے ان ٹکڑوں کو دوبارہ جوڑتا ہے اور اسے وہ ایسی دوبارہ شکل دیتا ہے کہ جس کا وجود دنیا کے لیے نعمت عظمی ہوتا ہے اور وہ بہترین مصور ہے اس لیے پہلے سے خوبصورت بناتا ہے اور یہ خوبصورت انسان اگر یہ جان لے کہ اس کو دوبارہ سے کرچیوں سے جوڑ کے بنانے والا رب کیسا ہے، کون ہے کیا ہے۔۔ سراپا محبت ہے ممتا ہے پیار ہے رحمت ہے تو وہ باوجود شکر ادا کرنے کے اس کا شکر ادا نہیں کر پائے گا۔ کہ۔ فبَاَی الآءِ ربکما تکذبن۔۔ بہت مشکل ہے زبان کا اس کا شکر ادا کرنا لیکن جب آپ رب ربوبیت میں عجز و انکسار کو اپناتے ہیں اور اُس کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیتے ہیں تو وہ رب کائنات نہ صرف آپ کو سمیٹ لیتا ہے بلکہ آپ کا بن جاتا ہے اور پھر جس کا رب اُس کا سب

☆☆☆☆☆☆☆☆

23

شکر نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے

شکر الحمدللہ۔ اے نور، اے رحمت، اے رب کریم، اے خالق ورحیم، اے سمیع الدعا، اے ستار العیوب جو اس نور میں تاریکی کو ڈھانپ لیتا ہے اور دنیا میں روشنی پھیلا دیتا ہے اور یہ روشنی بہت سے گمراہوں کے لیے منزل کا نشان بن جاتی ہے، اے پیارے رب اس روشنی کو دلوں میں منور کرنے والے پیارے نبی کریم ﷺ اور قرآن کی روشنی عطا کرنے والے رحمان، رحیم کریم رب ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ ایک اور خوبصورت صبح تو نے ہمیں عطا کی اور یہ بھی تیری جود وسخا کی بارش ہے کہ تو چاہتا ہے کہ تیرے بندے کچھ اور نیک کام کریں کچھ اور نئے طریقے سوچیں، کچھ اور نئی راہیں نکالیں جس سے معاشرے میں بھلائی کا سبب پیدا ہو۔ یہ روشنیاں اور آگے پھیلتی چلی جائیں۔ اے اللہ ہم تیرے شکر گزار ہیں اور پیارے نبی کریم ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے تیرے دربار میں حاضر ہیں، ہماری حاضری کو قبول فرما اور ہمارے دلوں کو نور عطا کر دے۔ اور وہ شعور و آگہی جو تو نے پیارے نبی کریم ﷺ کو بخشی وہ ہمیں بھی عطا کر وہ میانہ روی، وہ محبت، وہ اخلاص، وہ ہمدردی، وہ احسان، وہ مثبت سوچ جو ان کی ذات کا حصہ تھی اور جو آپ کی ذات مبارکہ کو بالکل سب سے الگ ایک انفرادیت عطا کرتی تھی جس پر کوئی کسی کو تکلیف نہیں ملتی ہے۔ کوئی تکبر نہیں تھا، کوئی غرور نہیں تھا۔ آپ سب کے سامنے ایک مثال پیش کرتی ہوں کہ ایک بار آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے سامنے دنیا کا ذکر کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے کہ بے شک سادگی ایمان کا جز ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ پیغام ہر طرح کے لوگوں کے لیے ہے کہ

نہ تو اس سے تکبر پیدا ہو اور نہ کوئی نیچے والوں کو تکلیف ہو اور پھر صفائی کو نصف ایمان بھی کہا، سادگی کہا، صفائی کہا گندگی نہیں کہا کہ اسی طرح یہ روایت بھی ہے کہ ایک صحابہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص آیا اُس نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تیرے پاس مال نہیں ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہر قسم کا مال موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ نے تجھ کو مال دیا ہے تو اس کا اثر تیرے اوپر نظر آنا چاہیے اب یہاں دیکھیں یہاں تکبر کی تعلیم بھی نہیں مل رہی، ادھر سادگی کی مثال دے رہے ہیں، صفائی کی مثال دے رہے ہیں لیکن یہ چیز بھی پسند نہیں فرمارہے کہ اگر اللہ نے عطا کیا ہے تو آپ پھٹے پرانے کپڑے پہن کر گندے حالوں میں پھرتے رہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا آپ پر نظر آنی چاہیے۔ لیکن وہ اس طرح سے نہیں جس میں آپ میں تکبر یا غرور کی جھلک نظر آئے تو اس کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی تکبر ہو گا۔

ایک آدمی سے سوال کیا گیا کہ آدمی کو پسند ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، اس کے جوتے اچھے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبر حق کو ٹھکراتا اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے اب یہ دیکھیں اس میں بہت تھوڑا سا فرق ہے، وہ رحیم کریم ذات جو ہے وہ آپ کی دنیاوی نعمتوں کو نہ استعمال کرنے کا حکم نہیں دے رہا کہ اگر اس نے عطا کیا ہے تو اس کو استعمال کرو، صاف ستھرے رہو جو اس نے اگر حُسن بھی عطا کیا ہے، جمال بھی عطا کیا ہے تو وہ بھی نظر آئے وہ بھی اللہ کے شکر کے لیے ہو کہ اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں صحت بھی دی، زندگی بھی دی، مال بھی دیا، پیسہ بھی دیا اور ہمیں سہولت بھی دی اور ہم نے اس کو استعمال بھی کیا لیکن اس میں ہم نے تکبر نہیں کیا اس کا مقصد لوگوں کو نیچا دکھانا ہرگز نہیں ہے بلکہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔

یہ زندگی، یہ صحت، یہ تندرستی، یہ شکل وصورت، یہ رزق یہ دولت اور علم یہ سب اللہ کی عطا ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ان سب کو استعمال کرو اور بے شک یہ لوگوں کو نظر بھی آئے لیکن اس طریقے سے کہ اس سے کسی کو بھی

تکلیف نہ پہنچے یا باعثِ آزار نہ ہو، تکبر کا باعث نہ ہو، بلکہ اللہ کی نعمتوں کے شکر کے طور پر آپ یہ سب چیزیں استعمال کریں اور ہر وقت اس کا شکرانہ ادا کرتے رہیں۔ اللہ ہمیں جو بھی نعمت عطا فرماتا ہے اس کے لیے ہمیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور جتنی بھی چیزیں ہمارے جسم میں موجود ہیں اور جو ہماری ضرورت ہیں اور جن کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے اور وہ اس نے ہمیں عطا کہ ہیں اور ہمیں صحت مند رکھا ہے ہم ان چیزوں سے استفادہ کر سکتے ہیں تو کیوں نہ ہم اللہ کا شکر ادا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ تُو نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا اور ہمیں ان کو استعمال کرنے کا موقع فراہم کیا اب یہ ایک صحت مند توانا جسم تو اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ نقریباً سب لوگوں کو چند ایک ماسوائے چند کے سب کو عطا کیا ہے تو اس کے لیے بھی کیا ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ تو جب ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو وہ ہمیں اور عطا کرتا ہے کیونکہ وہ ہمارا بن جاتا ہے اور ہمارا مقصد اُس کو ہی تو اپنا بنانا ہے تو جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

24

اللہ سے ہی مدد مانگو

شکر الحمدللہ ایک اور نورانی صبح میں رب نے ہمیں زندگی، صحت وسلامتی اور تندرستی کے ساتھ بیدار کیا تاکہ ہم صبح کا جلوہ دیکھ سکیں اور اس کی قدرت کی تعریف کر سکیں اور تمام دن کو ایک اچھے کام میں صرف کر سکیں اور کچھ اور نیکیاں اور بھلائیاں کر سکیں۔ جس سے ہم خلقِ خدا کی کچھ مدد کر سکیں تو یہ ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے "کہ بے شک اللہ تعالیٰ کیونکہ خالق وہی ہے شکلیں بنانے والا " تمہاری شکلیں اور اموال نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کے اعمال کو دیکھتا ہے وہی ہے مصور وہی ہے اور اس نے ہمیں زندگی کا رستہ بتانے کے لیے قرآن کریم عطا کیا۔ احادیث مبارکہ ہمارے لیے علمائے دین نے جمع کیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال پر نظر رکھتا ہے، نیتوں کو دیکھتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ ہم میں سے کون شخص ہے جو دکھاوا کر رہا ہے یا نیک کام شہرت کے لیے کر رہا ہے یا اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے جو لوگ دور جاہلیت میں بہتر اور اچھے صفات والے تھے وہ اسلام کے بعد بھی بہتر ہیں جب کہ وہ دین کا علم حاصل کر لیں اور جیسا کہ ہم بار بار ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علم نافع پر زور دیا ہے وہ علم جس سے دوسروں کو فیض پہنچے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاقتور مومن، کمزور مومن سے زیادہ بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بہتری ہے اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے تو یہ مت کہو کہ اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا، یہ کہو کہ اللہ کی تقدیر یہی تھی تو اس نے جو چاہا کیا کیونکہ اگر کا لفظ شیطان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یعنی اگر ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو ایسا ہو جاتا تو ہم ہمارا اپنے رب سے یقین اٹھ جاتا ہے کیونکہ ہر کام دنیا کا اس کی رضا کے مطابق ہو رہا ہے تمام عمل اس کی

رضا کے مطابق انجام دیے جارہے ہیں اور ہر بندے سے جس سے وہ کام لینا چاہتا ہے وہ اس کو چن لیتا ہے اور اس کے دل میں اپنی آواز کو سنا دیتا ہے اس کے دل میں اتر آتا ہے اور اس کو وہی فیصلے کرنے کو کہتا ہے جس سے وہ راضی ہوتا ہے اور آپ زندگی کے معمولات ہی دیکھ لیجئے اور چھوٹا سا تجربہ کر کے دیکھیں کہ جو کام آپ کر رہے ہوں اور اس میں آپ کو کئی الجھن آرہی ہو اور آپ کہیں کہ اللہ تعالیٰ میں نے تو یہ کام تیرے سپرد کیا یقین کریں وہ کوئی گھر کا کام ہو کوئی مرمت کا کام ہو، کوئی صفائی کا کام ہو، کوئی سلائی کا کام ہو، گھر سے نکلنے کا کام ہو رزق کی تلاش کا کام ہو، وہ جب آپ رب کے سپرد کر دیتے ہیں تو آپ سوچئے کہ ایک دھاگے میں پڑنے والی چھوٹی سی گانٹھ بھی جس کا کھولنا دشوار ہو جاتا ہے اور جب آپ اپنے رب سے مدد طلب کرتے ہیں تو وہ گرہ ایسے کھل جاتی ہے جیسے کبھی لگی ہی نہ تھی، اب ضرور تجربہ کیجئے یہ بلکہ میرے آج کا ہی تجربہ ہے اور جب میں نے کہا کہ میں اللہ کسی سے مدد طلب کیوں کروں، مدد مجھے تجھ سے ملے میں تیری مدد چاہتی ہوں، تو اللہ نے وہ مسئلہ اسی وقت حل کر دیا اور اس کا حل مجھے بتا دیا، تو جب ہم اس کی رضا کی خاطر اس کی مدد طلب کرتے ہیں تو زندگی کی الجھنیں، گرہیں سب غیر محسوس طریقے سے کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور جیسے آپ نیت کرتے ہیں اور جیسے آپ بھروسہ کرتے سب مسائل وہ حل کرتا چلا جاتا ہے تو زندگی کا کوئی بھی میدان ہو، تعلیم کا میدان ہو نوکری کا میدان ہو، گھر کا کام کاج ہو، کسی سے ملاقات ہو، کسی فرض کی انجام دہی ہو کسی کی تیمارداری ہو، اور کوئی بیماری کا مسئلہ ہو، آپ اپنے رب کے سپرد کر دیں اور پھر اس کے بعد دیکھیں اور ہاں اس میں خلوص کا ہونا بہت ضروری ہے، ذرہ برابر بھی کوئی بت ہمارے اندر نہ ہو، یعنی۔ اگر۔ کا لفظ نہ آئے۔ اگر۔ تو شیطان پیدا کرتا ہے۔ ہم نے کہنا ہے کہ بس رب تُو نے ہی کرنا ہے اور تو ہی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے کوشش سے منع نہیں فرمایا کوشش ضرور کرنی ہے اور مدد اس کی طلب کرنی ہے، رضا اس کی مانگنی ہے اور پھر راستوں کو بنانے والا اور راستوں کو کھولنے والا، وہ آپ کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے کیونکہ جب آپ نے مکمل بھروسہ کیا تو آپ نے اس کو پالیا جو رب ہے۔ تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

25

اللہ کی خاطر محبت کریں

اے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ ہم شکر گزار ہیں آپ کے کہ آپ نے شکر گزاری کے لمحات میں شکر کے کلمات سکھائے اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

شکر الحمدللہ ایک اور نورانی صبح ہمیں عطا ہوئی۔ اے اللہ ایک خوبصورت دن کے طلوع ہونے پر ہم ہر روز تیری نعمتوں ، تیری رحمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ایک اور دن تُو نے ہمیں عطا کیا جو روشن ہے، نور سے بھرپور ہے اور یہ نور ہمارے دلوں میں منتقل ہو رہا ہے اور ہمارے دلوں کو بھی منور کر کے ایک ایسا رستہ دکھا رہا ہے جس پر چل کر ہم بھلائی کی طرف بڑھیں گے۔ ان شاء اللہ۔

اور کوئی نہ کوئی ایسا نیک کام ضرور کریں گے جس سے رب راضی ہو جائے گا۔ اور کتنی بڑی بات ہے کہ تیری رحمتیں ، جود و سخا ہمارے لئے ہیں اور تو عطا کرتا ہے، سنتا ہے تو کرم کرتا ہے، تو محبت کرتا ہے اور اس کا صلہ دیتا ہے، نیکیوں پر صلہ عطا فرماتا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت تو وہ بھی آئے گا کہ نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اس کے بعد جو کے، بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو ذرا بھی پروانہ ہو گی تو یہ حدیث مبارکہ آپ پڑھنے کے بعد دل خوف سے اور ڈر سے بھر جاتا ہے کہ اللہ نہ کرے کہ وہ وقت آئے لیکن جو بات اللہ نے کہی ہے وہ ضرور پوری ہو گی اور ایسا وقت ضرور آئے گا تو اللہ تعالیٰ ہم کو اس برے وقت سے، اس آزمائش کے وقت سے محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں کے سائے میں پناہ دے جہاں پر وہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے صلے عطا

کرتا ہے اور الحمدللہ ابھی دنیا میں وہ لوگ موجود ہیں جو لوگوں کو راستہ دکھا رہے ہیں، صراط مستقیم کی طرف لے جا رہے ہیں رب کی رحمتیں اور رب کی عطائیں ان پر ہو رہی ہیں۔ اور ایسے نیک لوگوں کی بدولت ہی زندگی میں خوشیاں ہیں، رحمتیں ہیں کرم ہے، فضل ہے تو یہ وقت الحمدللہ بہتر ہے کہ ابھی دنیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہے ہیں، اور جن پر پوری طرح دنیاوی معاملات میں، دنیاوی خواہشات میں، یا دنیاوی آلائشوں نے اپنا قبضہ نہیں جمایا۔ اور وہ اللہ کا، رسول اللہ ﷺ کا بتلایا ہوا محبت کا راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اور جن کے دل اللہ کی رضا کی خاطر دھڑکتے ہیں۔ اللہ کی رضا کی خاطر وہ کام کرتے ہیں اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کے بندوں سے محبت کرتے ہیں اللہ کی رضا کی خاطر ہر درد کو محسوس کرتے ہیں اللہ کی رضا کی خاطر اس درد کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو ختم کر کے اپنی "میں" کو ختم کر کے اپنی انا، تکبر اور غرور کو ختم کر کے ہر کام اللہ کے لیے ،اللہ کی رضا کی خاطر کرتے ہیں اور یہی غیر مشروط محبت ہے، بے لوث محبت ہے، بے لوث خدمت ہے، بے لوث جذبہ ایمانی ہے جس میں نہ صلے کی تمنا،

نہ ستائش کی پرواہ ہے۔ اے اللہ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے کہ خالق کائنات اس دنیا میں سب کو ایسا بنا دے جو ایک دوسرے سے بے لوث محبت کرتے ہوں جہاں یہ نفرت کی دیواریں گر جائیں یہ شر ختم ہو جائے یہ فساد ختم ہو جائے یہ دہشت دگری ختم ہو جائے، یہ آپا دھاپی ختم ہو جائے۔ امن و امان قائم ہو جائے اور تیرے نام کا ڈنکا ساری دنیا میں بجے اور تیری عطاؤں کی بارش زمین کے چپے چپے پر ہو اور ہر طرف سے شکرانے کی آوازیں آئیں، شکر ادا کریں اور تو سب کا ہو جا۔ تیرے سب ہو جائیں کیونکہ بات تو صرف یہی ہے کہ ہم تو تجھ سے تجھ ہی کو مانگتے ہیں کیونکہ جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆

26

نفرت کا زہر مٹا دیں

شکر الحمدللہ ایک اور پیارا اور خوبصورت نورانی دن، نور کی روشنی سے منور ہمارے دل میں روشنی بن کر اترنے والا، ہمارے رب کی عطا ہے۔ ہمارے رب کا کرم ہے کہ اُس نے اپنے اس دارالامتحان میں گزارنے کے لیے ایک اور دن ہمیں عطا کیا۔ اور یہ دنیا یقیناً دارالامتحان ہے۔ یہاں امتحان ہم دے رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ امتحان ہمارے قریبی رشتہ داروں اور ملنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو جتنا قریب ہوتا ہے وہ اتنا ہی سخت ڈنک بھی مارتا ہے۔ کیونکہ رشتہ دار بچھوؤں کی مانند ہوتے ہیں۔ رشتے داروں کے ڈنک کے زہر کو رگوں میں لیے پھرنا ایک نقصان دہ عمل ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ یہ ڈنک اس دارالامتحان میں آپ کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ہی ملے۔ آپ کے قرابت دار آپ کے دوست، آپ کے ملنے والے جو آپ سے آپ کی ترقیوں اور کامرانیوں کی وجہ سے حسد اور جلن رکھتے ہیں تو وہ آپ کو نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی رضا کو نہیں سمجھتے اور اسی بات کو نہیں سمجھتے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہیاور کسی کے برا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تو آپ بھی اگر دیکھ رہے ہیں اور ان مراحل سے گزر رہے ہیں اور آپ کے عزیز و اقرباء، بچھو بن کر آپ کو ڈنک مار رہے ہیں تو سب سے پہلی فرصت میں آپ اس عمل کو اگر برا سمجھ رہے ہیں آپ کو تکلیف پہنچ رہی ہے تو اس سے باہر نکل جائیں۔ وہ اس طرح کہ آپ ان لوگوں سے دل میں محبت کرنا شروع کر دیں۔ نفرت یا برائی جو آپ کے دل میں ہے اس کو نکال دیں۔

ان کو پہنچنا شروع ہوں گی تو دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو وہ ٹھیک ہو جائیں گے Positive rays اور آپ کی طرف سے اور دوسرے آپ کے اندر کی جو صحت ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم روحانی طور پر بھی بیمار ہوتے ہیں۔ جب ہم لوگوں کی نفرتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتے ہیں۔ انھیں محسوس کرتے ہیں۔ ان کا زہر اپنے اندر اُتار لیتے ہیں۔ تو وہ زہر ہمارے لیے بیماری کا باعث بن جاتا ہے۔ اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مثبت سوچنے اور نفرت کو دل سے نکالنے سے ہماری دنیاوی صحت بھی ٹھیک رہتی ہے اور آخرت کی منزل بھی آسان ہو جاتی ہے۔ اور بوقت موت جان بھی آسانی سے نکلتی ہے۔ ڈیٹا کم ہوتا تو شٹ ڈاؤن جلدی ہو جاتا ہے۔ ورنہ فرشتوں کو پروگرام بند کرتے کرتے کافی دن لگ جاتے ہیں۔ ہم اللہ پاک سے معافیاں مانگتے ہیں، معافی کی امید رکھتے ہیں مگر یقین جانیں کہ اللہ بھی معاف کرنے والوں کو معاف کرتا ہے، اگر آپ کسی کو معاف نہیں کر سکتے تو اللہ بھی آپ کو اتنی آسانی سے معاف نہیں کرے گا۔ جو لوگ ایک دوسرے کو معاف نہیں کرتے اللہ انھیں معاف نہیں کرتا، عام تو عام، خاص موقعوں پر بھی اللہ پاک فرشتوں کو کہتا ہے کہ ان کا کیس ایک طرف رکھ دو۔

جب تک یہ ایک دوسرے کو معاف نہ کر دیں۔ اس میں سوموار، جمعرات، نصف شعبان اور لیلۃ القدر کے مواقع ایسے ہیں جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے کہ اللہ پاک سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں مگر شحن والوں کی فائل ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور شحن چارج کو کہتے ہیں یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ہر وقت چارج رہتے ہیں اور وہ ہی بلڈ پریشر کا شکار ہوتے ہیں اور ان کو سوتے بھی ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ تو یہ ڈراؤنے خواب یہ آپ کی اندرونی نفرت کی پیداوار ہیں جو آپ کے اندر ایک فلم چل رہی ہے اور آپ معاف نہیں کر پا رہے۔ اور آپ کسی کو معاف نہیں کر رہے بلکہ آپ اپنے آپ کو معاف نہیں کر پا رہے۔ تو اگر آپ چاہتے ہیں کہ بیماریوں سے دور رہیں، تکلیفوں سے دور رہیں تو آپ اس فائل کو ریمو کرنے کی کوشش کریں اور معاف کریں تو اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف کرے گا۔ چاہے کسی نے آپ کو کتنی تکلیف دی ہو آپ اس کو معاف کر دیں۔ یقین کیجئے رتی برابر نفرت یا بغض و حسد اور کینہ دل میں ایک اُبال ڈال کہ رکھتا ہے۔ اور یہ اُبال اندر اندر ایک خطرناک بیماری کو جنم دیتا ہے۔ اور جس طرح سے آپ معاف کرتے چلے جائیں گے آپ کا رب آپ کو

معاف کرتا چلا جائے گا۔ آپ کے اندر جو منفی ریکارڈنگ ہے وہ ختم ہوتی جائے گی۔ اور ایک خوشی کی فائل کھلتی جائے گی۔ اور یہ خوشیاں آپ کے ریکارڈ میں بھی جمع ہوں گی آپ کے دل کے اندر بھی جمع ہوں گی۔ آپ کے باہر بھی نظر آئیں گی۔ اس کا اثر آپ کی شخصیت پر بھی نظر آئے گا اور آپ ایک محبت بھری، دل پسند شخصیت بن کر ابھریں گے۔ اور آپ کے دنیا میں خوبصورتی پھیلائے گی۔ اور آپ کو ایک بہت ہی پیارا انسان بنادے کی Radiation اندر سے نکلنے والی محبت کی ،جو رب کا بھی پسندیدہ ہے اور دنیا کا بھی پسندیدہ ہے۔ آپ اس حیثیت میں دوسروں کے سامنے آئیں گے کیونکہ آپ کا رب آپ سے راضی ہو جائے گا۔ اور پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

27

اپنا دل صاف رکھیں

شکر الحمدللہ پیارے رب العالمین ایک اور خوبصورت دن ہمیں اپنی محبت کے لیے، اپنے پیار کے لیے، اس وقت کو حاصل کرنے کے لیے، اس وقت سے لطف اندوز ہونے کے لیے اور اس دن کی فضیلتیں حاصل کرنے کے لیے تُو نے عطا کیا۔ اور یہ سب تیری رحمتوں کا کمال ہے اور تیری رحمتیں تیری عطا، تیری جود و سخا ازل سے جاری ہے۔ یہ ہماری تنگ نظری ہے، ہماری کوتاہ نظری ہے کہ ہمیں نظر نہیں آتا جو تُو ہمیں دکھاتا ہے۔ اور جو تُو عطا کرتا ہے۔ بس یہ سب چیزیں ہمیں بنی کریم ﷺ کی زندگی میں بھی نظر آتی ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی کریم ﷺ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا جو کہ دروازے سے داخل ہو رہا تھا کہ کیا آپ لوگوں نے چلتا پھرتا جنتی دیکھا ہے، تو سب کی نگاہیں دروازے کی طرف لگ گئیں۔ تو ایک آدمی جس کی داڑھی تھی اور جس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور اُس نے ہاتھ میں جوتے پکڑے ہوئے تھے۔ وہ آ کہ سب کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ تو جس صحابی نے یہ واقعہ لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی کریم ﷺ نے تین دن تک یہی بات کی تو پھر مجھے جستجو ہوئی کہ میں دیکھوں کہ اس کو زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت مل رہی ہے۔ اس شخص کا عمل کیا ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا چچا میرے گھر میں کچھ مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو میں دو دن تک آپ کے ساتھ آپ کے گھر رہنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئے اور میں نے ان کے عمل کا مشاہدہ کیا۔ میں دیکھتا رہا کہ یہ کیا کرتے ہیں تو کوئی خاص عمل تو مجھے نظر نہیں آیا بس یہ تھا کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتے تھے۔ اور پھر اُس کے بعد سوتے تھے۔ تو کبھی آنکھ کھلتی تو سبحان اللہ کہہ دیتے اور کروٹ بدل کر سو جاتے۔ اور صبح اُٹھ کر فجر کی نماز پڑھ لیتے۔ تو یہ صحابی فرماتے ہیں کہ جب اس عمل کی اکارت میرے دل

میں آنے لگی تو میں نے وہ اصل بات بتادی کہ حضور ﷺ نے آپ کو جنتی ہونے کی بشارت دیتے رہے ہیں اور تینوں روز آپ مسجد میں داخل ہوتے رہے اور آپ کے لیے جنتی ہونے کی بشارت ملتی رہی۔ اس کی وجہ سے میں آپ کا عمل دیکھنا چاہتا تھا تو انہوں نے کہا کہ عمل تو آپ نے دیکھ لیا جو میرے پاس ہے۔ میں جب واپس جانے کے لیے پلٹا تو انہوں نے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ ایک بات یہ ہے کہ میں رات کو اپنا سینہ صاف کر کے سوتا ہوں۔ کسی کے بارے میں میرے دل میں کوئی رنجش نہیں ہوتی اور جب نبی کریم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ میری سنت ہے تم میں سے جس سے بھی ہو سکے رات کو سونے سے پہلے سینہ صاف کر کے سوئے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سونے سے کر لیا۔ تو آپ دیکھیں کہ کتنی بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی restore پہلے تو سینہ صاف کر لیا اور صبح جاگ کہ اس کو بہت بڑے بڑے کام نہیں لینا چاہتا کوئی بہت بڑی بڑی مشکل بھاری تنگیاں جس میں آپ کو اپنا جان، مال، دولت اور سب کچھ قربان کرنا پڑے اور اُس کے لیے محنت کرنا پڑے اور جدوجہد کرنا پڑے۔ کتنا آسان طریقہ ہے کہ دل کو صاف کرنا سب کو معاف کرنا، اپنے دل کو صاف کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ آپ ہر ایک کو معاف کر دیں، کوئی تعصب نہ ہو آپ کے دل میں۔ جو بات بھی کریں صفائی سے کریں اور کوئی اُس کے درمیان آپ کے روپے پیسے کی بندش، نہ آپس کے تعلقات کی بندش ہو۔ اور نہ ہی رشتہ داری اور اقرباء پروری کی بات آئے۔ اب اللہ کی رضا کی خاطر سب کو معاف کر کے اپنا سینہ صاف کر کے، اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں، اللہ کی رضا پہ راضی ہو جائیں، اللہ کی رضا کی خاطر کام کریں تو جو کام بھی آپ اللہ کی رضا کی خاطر کریں گے اور سینے کو صاف کر کے کریں گے اور نہیں کہ رات کو تو آپ نے سینہ صاف کر لیا کہ سب کو معاف کر دیا، اور کہا کہ میرے دل میں کوئی رنجش کوئی تعصب نہیں ہے لیکن عمل ہمارا وہی رہے، مقصد بات کرنے کا یہ ہے کہ سب کو معاف کر کے اس کو اپنے عمل سے بھی ظاہر کرنا ہے۔ آپ خود کو دیکھیں کہ ہم دوسروں کو معاف کر کے اس عمل کو اپناتے ہی کتنا ہیں۔ ہم اس بات پہ عمل کس قدر کرتے ہیں۔ اور یقین کیجیے اگر آپ عمل کر کے دیکھیں گے تو آپ کو اپنے اندر اتنی بڑی تبدیلی نظر آئے گی کہ آپ خود حیران رہ جائیں گے اور آپ کے اندر یہ معاف کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی چلی جائے گی پہلے یہ زرا قدرے کم ہو گا اور پھر دوبارہ آپ کے اندر در اندر آئے گا۔ لیکن

آہستہ آہستہ آپ کو اس عمل میں مسرت ملنے لگے گی۔ خوشی ملنے لگے گی۔ اور جو کوئی آپ کو نقصان بھی پہنچائے گا تو آپ کا دل اُس کو دعا دے گا۔ آپ کا دل مسرت سے بھر جائے گا۔ بلکہ آپ اپنے رقیب کے لیے یہ بھی دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ تُو اس کو بھی ہدایت دے اور اُس کو بھی اس رستے پہ چلا جو رستہ تُو پسند کرتا ہے۔ اور یہ سب تجربے کی باتیں ہیں اور بہت سے لوگ تجربات کو شئیر کرتے ہیں اور آپ نے سنا ہو گا کہ کتنی واضح تبدیلی انسان کے اندر آتی ہے۔ جب وہ وصفِ مصطفی کو اپناتا ہے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ میں عاشقِ رسول ہوں، کافی نہیں ہے بلکہ اُن کے اوصاف کو کتنا اپناتا ہوں یہ سچا عشقِ مصطفی ہے۔ اور کتنا ہی آسان اور سادہ عمل ہے۔ صرف ایک دل کی بات ہے اور اپنے نفس کو مارنا ہے۔ اور اپنی نفی کرنی ہے اپنی ذات کی نفی کرنی ہے پھر آپ معاف کر سکیں گے۔ اور جب ایسا آپ معاف کر سکیں گے تو آپ اپنے رب کو راضی کر لیں گے اور پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

28

یقینِ کامل کامیابی کا زینہ

شکر الحمدللہ۔ ایک اور صبحِ نور میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہوں۔ بہت پیار، محبت، خلوص اور زندگی کے ایک نئے عزم کے ساتھ۔ یہ زندگی جو ربِ کائنات کی امانت ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔ یہ نور و ظہور ہمیں اس چیز کا یقین دلاتا ہے کہ کوئی ہے جو ہمارے قریب ہے جو ہم پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔ جو ہمارے لیے راہنما بھی ہے اور رب بھی ہے۔ رازق ہے، سمیع الدعا ہے، تواب بھی ہے۔ غفار ہے المھمین بھی ہے۔ تو زندگی کے بہت سے دشوار راستے ہمارے سامنے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نور اور روشنی کی کرن ہمیں راستہ دکھاتی رہتی ہے اور ہم یقین محکم کو اپنا ساتھی بنائے ہوئے منزلوں کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اصل میں جو عشق کے راہی ہیں وہ تو منزلوں کا تعین ہی نہیں کرتے۔ منزلوں کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ ہم رب سے بہت کچھ مانگتے ہیں اور رب کی نعمتوں کا شکر بھی ادا کرتے ہیں۔ رب سے گلہ بھی کرتے ہیں، شکایت بھی کرتے ہیں اور رب کے بندوں سے بھی اس کی شکایت کرتے ہیں۔ اگر کوئی یا ہمیں ایسا نظر آتا ہے کہ ہمارے حق میں کوئی برا فیصلہ ہوا تو ہمیں رب سے شکایت ہوتی ہے اور رب جو بغیر مانگے دیے چلا جاتا ہے۔ اس کا اتنا ہم شکر ادا نہیں کرتے لیکن ایک چیز جو مشاہدے میں آتی ہے اور ویسے رب بھی کہتا ہے کہ جو شخص چپکے چپکے دل میں مجھ سے مانگتا ہے اور کسی سے شکایت نہیں کرتا تو وہ میں اس کو ایسے عطا کرتا ہوں کہ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ جہاں سے اس کو مل جاتا ہے۔ اور اسی طرح جب شخص آپ کو برا کہہ رہا ہوتا ہے اور آپ اس کے جواب میں اسے کچھ نہیں کہتے تو اللہ کے فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے اس کو جواب ملتا ہے، اور دنیا میں کوئی

شخص مقرر ہو جاتا ہے جو اس کا جواب اس کو دیتا ہے، اور لیکن جب ہم اس تلخ اور درشت رویے کے نتیجے میں کسی بات کے جواب میں ہم جواب نہیں دیتے تو رب جب بہتر سمجھتا ہے تو وہ اپنے بندے کو مقرر فرما دیتا ہے۔ کسی بندے کو کہ جو وہ اس کی اُس بات کا جواب بھی دیتا ہے۔

دیکھیں جب انسان عشق کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اس وقت اس کے نزدیک نہ ان ڈگریوں کی اہمیت رہتی ہے نہ علم کی اہمیت رہتی ہے نہ اپنی کامیابیوں کی۔ اگر اہمیت رہتی ہے تو صرف اللہ کی ذات کی اور ہمیشہ جو اس کا یقین کامل ہوتا ہے وہ ان چیزوں کو اہمیت نہیں دیتا، اہم تو وہ ہے جو عمل ہے، جو ہم اللہ کی رضا کی خاطر اس دنیا میں کرتے ہیں، جیسے باباجی کہتے تھے کہ مردہ دلوں کو زندہ کرو اور بتوں کو تراشو۔ اور کر کہ دکھاؤ جو کرنا ہے تو منزلیں انھیں ہی ملتی ہیں جو کچھ کر کے دکھاتے ہیں تو سفر کا آغاز جب بھی کریں تو یہ سوچ لینا چاہیے کہ جہان میں کامیابی انہی لوگوں کو ملتی ہے جن کا یقین کامل ہوتا ہے۔ اور جن کا یقین کامل ہوتا ہے تو ان کا رب اُن کو مل جاتا ہے۔ اور کوئی بھی چیز ان کے رستے میں رکاوٹ نہیں بنتی، سب رکاوٹیں خود بخود دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بس جتنا آپ کا بھروسہ رب کی ذات پر پختہ ہو گا اتنا ہی آپ کا عمل اچھا ہو گا اُتنا ہی آپ کو صلہ ملے گا اور اتنا ہی رب آپ کا ہو گا اور رب تو پھر جب آپ کا ہو گیا تو پھر آپ کو کس چیز کی فکر ہے کیونکہ جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆

29

توکل سب سے بڑی طاقت

شکر الحمدللہ۔ اس قدر پر کیف اور نورانی فضا میں آپ سب کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہوں اور اللہ کی رحمتوں اور کرم کے ساتھ اُس کے دربار میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرتی ہوں کہ وہ مجھے کچھ عطا فرمائے جو میں آپ کے ساتھ بانٹ سکوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو پسند ہو کہ وہ سب سے زیادہ باعزت ہو تو اُس کو لازم ہے کہ وہ اللہ کا خوف کرے اور جو چاہتا ہے کہ وہ زیادہ زور آور بنے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور جس کی خواہش ہو کہ وہ تونگر بنے تو اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کی چیزوں سے زیادہ حق تعالیٰ کی ہاتھ کی چیزوں پر اعتماد رکھے۔ کیونکہ اُس نے فرمایا ہے کہ بے شک خدا کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے اور عزت کس چیز میں ہے؟ اُس کا ڈر رکھنے میں۔ اور اُس کی نافرمانی میں ذلت ہے اور جو شخص دینِ خداوندی میں قوت کا خواہاں ہے اسے چاہیے کہ وہ حق تعالیٰ پر توکل کرے کیونکہ توکل قلب جو ہے وہ انسان کو قوی اور مہذب بناتا ہے اور اس کو ہدایت بخشتا ہے۔ عجائبات دکھلاتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اسباب اور مال و دولت پر بھروسہ مت کریں یہ ہمیں عاجز اور ضعیف بنا دیتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ جو ہے وہ ہمیں قوی اور مضبوط بناتا ہے اور ہماری مدد کرتا ہے اللہ کا لطف ہم پر برستا ہے۔ اور ایسی جگہ سے ہمیں کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں جس کا ہم گمان بھی نہیں کر سکتے اور پھر کیا ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں جو توکل ہے وہ بڑھتا چلا جاتا ہے تو پھر آپ کے نزدیک یہ دنیا بے معنی ہو جاتی ہے۔ نہ کسی چیز کے آنے کا خوف ہوتا ہے نہ کسی چیز کے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ اور ہر چیز ہر عمل جو ہے آپ کو قلبِ مطمئنہ عطا کرتا

ہے۔اور مخلوق کی گرویدگی، بے رخی نہ تو آپ اس کا زیادہ گرویدہ ہوتے ہیں نہ اس کی بے رخی آپ کو متاثر کرتی ہے۔نہ آپ کو دنیا کی جو بحث و مباحثہ اور اس میں آپ کے متعلق کوئی بری رائے عائد کی جائے یا آپ کو برا بھلا کہا جائے کوئی بھی چیز آپ کو اللہ کی رضا کے آگے بھلی نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ آپ کو کسی چیز سے تکلیف نہیں پہنچتی اور آپ کیونکہ اللہ کی رضا میں راضی ہوتے ہیں اور ہر عمل کو اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرتے ہیں تو اس لیے جو شخص اپنی خواہشات کو کچل کر دوسروں کی خواہشات کا احترام کرتا ہے تو وہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بلند مقام رکھتا ہے اور انسانیت کی معراج بھی ہوتا ہے اور یہی ہے اپنے آپ کی نفی کرنا اور دوسروں سے محبت کرنا اور ان کی خواہشات کا احترام کرنا تو یہ چیز اگر ہمارے دل میں پیدا ہو جائے تو زوال نام کی چیز جو ہے وہ آپ کی زندگی میں نہیں آتی۔ اور حقِ تعالیٰ اس سے اگر ناواقف ہوتے ہیں اور آپ دوسروں پر بھروسہ کرتے ہیں تو وہ آپ کی توکل کی کمی ہے جو آپ کو دوسروں کے بھروسے پہ ابھار رہی ہوتی ہے اور خدا پر بھروسہ کرنا پوری تونگری ہے۔ اس کے سوا دوسروں پر بھروسہ کرنا افلاس ہے۔ اور خوفِ خدا کو ترک کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں جگہ عزت سے محروم رہتے ہیں۔ اور مخلوق اور اسباب پر بھروسہ کرنے والے تو دنیا اور آخرت میں حق تعالیٰ کا زور اور طاقت پانے سے رہتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کی چیزوں پر بھروسہ کرنے والے تو دنیا آخرت میں حق تعالیٰ کی تونگری سے محروم رہتے ہیں تو اگر آپ چاہتے ہیں کہ، متقی، متوقی اور وثوق رکھنے والے بنیں تو صبر کو ضرور سمجھیں۔ اور صبر ایک ایسی چیز ہے جس ہے ہماری نیتیں درست ہو جاتی ہیں وہ بھی ایک توکل کی ہی صورت ہے۔ اور صبر بھی توکل کی ہی صورت ہے اور یہ حق تعالیٰ کی محبت اور قربت اور دنیا اور آخرت میں جو ہے یہ آپ کے لیے اجرِ عظیم کا باعث بنتی ہے اور صبر کیا ہے یہ حق تعالیٰ کی قضا و قدر کی موافقت کرنے کا نام ہے۔ اور اس کی مخلوق میں کسی کو بھی اس کو مٹا دینے کی قدرت نہیں ہے اور جب ہمارا بھروسہ اپنے رب پر بڑھ جاتا ہے اور اتنا ہی ہمارا ایمان اور ہمارا توکل بڑھتا ہے۔ اور ہم زندگی کے ہر رستے میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ اور اس کامیابی اور کامرانی پر بھی ہمیں کوئی ہر ایک خوشی، کیف یا سرور کوئی بڑائی یا تکبر ہمارے اندر نہیں آتا۔ بلکہ ایک ایک اطمینانِ قلب کی کیفیت ہوتی ہے۔ اگر کچھ ملتا ہے تو تو بھی بہتر ہے، نہیں ملتا تو تو بھی بہتر ہے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کا جو یہ نظام چل رہا ہے وہ سب اللہ کے حکم

سے چل رہا ہے۔ اور دوسری پھر وہی بات کہ ہم دوسروں کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ذات سے دوسرے لوگ زیادہ فیض یاب ہوں بجائے اس کے کہ ہم اپنے لیے تمام فیض کو طلب کریں اور دنیا کے لیے فیض کو طلب کرنا اس کے لیے ان کے اسباب مہیا کرنا ان کی دلی خواہشات کا خیال کرنا احترام کرنا اور ان کے لیے قربانی دے کر اپنے آپ کو پیش کر کے اور ان کے لیے ایسا رستہ یعنی وہ بات ہے کہ اپنی پلکوں کے خاک چن کر ان کے لیے راستہ بنا دینا تو یہ چیز جو ہے انسان کو ایک امر کر دیتی ہے اور انسان دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بلند مقام حاصل کرتا ہے۔ آپ دیکھیے سب سے بڑی چیز ہے کہ اللہ ہمارا ہو جائے اور کتنی بڑی بات ہے کہ اللہ کو ہمارے ہر کام کا ہمارے کرنے سے پہلے علم ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے مانگے اور وہ انتظار کرتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں۔ حالانکہ وہ یہ چیز جانتا بھی ہے کہ اس نے اس کو کیا دینا ہے اور اس نے اس کے مقدر میں کیا لکھا ہے۔ لیکن ایک دعا ایسی چیز ہے جو تقدیر کو بدل بھی دیتی ہے۔ اور ربِ کائنات جو ہے وہ آپ کا ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب رب آپ کا ہو گیا تو پھر کس چیز کی کمی۔ کیونکہ جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

30

علم با عمل

شکر الحمدللہ۔ ایک اور نکھری ہوئی، نورانی، چمکتی روشن صبح طلوع ہونے کو ہے۔ اور ابھی نور کی بارش ہے، نور کا ظہور ہے، جمال ہے اور اطاعتِ خداوندی کے سب منتظر ہیں، اور وہ ہم پہ اپنی نعمتوں کو نچھاور کر رہا ہے، کتنی پیاری ہے یہ صبح یہ ایک اور دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے مل گیا۔ اور ہماری سوچ اس نور سے کچھ اور نکھر گئی ہے۔ اچھی سوچ اور نیت والوں کو سکون ڈھونڈنا نہیں پڑتا، ان کی سوچ ہمیشہ نکھری صبح کی طرح اُجلی اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہم اپنی پاک اور صاف نیتوں کے ساتھ جب حکمِ ربی کی بجالاتے ہیں۔ اور نیکیوں کا ارادہ کرتے ہیں تو رب کریم کی رحمتیں ہمارے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں، لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو اس دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور نہ تو دنیا کی حقیقت کو سمجھتے ہیں، نہ ہی اللہ کے پیغام کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی رسول کے پیغام کو سمجھتے ہیں۔ دنیا قائم ہوئی اور آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہے، فنا ہو رہی ہے آخرت بھی قریب آرہی ہے۔ لیکن جو لوگ اس میں مصروف ہیں اور دنیا ہی کو اپنا پہلا اور آخری مسکن سمجھ بیٹھے ہیں انھیں اس کے متعلق فکر نہیں بلکہ ساری فکر دنیا اور اس کو جمع کرنے کے لیے ہے کہ دنیا کا مال و متاع، دنیا کا مال، دنیا

کی آسائشیں، دنیا کی خوشیاں ہم کس طرح حاصل کر لیں۔ اگر یہ سوچ ہے تو ہم حق تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہیں، اور اگر اس کی طرف سے کوئی برائی پہنچتی ہے تو ہم بہت شور مچاتے ہیں اور اگر کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ہم اس کو چھپا لیتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ گویا یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ نہیں جانتے کہ جب تم نے حق تعالیٰ کی نعمتوں کو چھپایا اور اس کا شکر ادا نہ کیا تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے ان نعمتوں کو چھین لے۔ اور یہ آپ کے اس عمل کی وجہ سے ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا، گویا آپ نے اپنے ساتھ دشمنی کی۔ اور جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندے کو نعمت بخشتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ اس پہ ظاہر ہو اور دیکھی جائے۔ یعنی جیسے ہم بارہا ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے عمل کے بارے میں علم ہے اور اسے معلوم ہے کہ مجھ سے کیا مانگنا چاہتے ہیں۔ اور اسے علم ہے کہ سے کیا ملنا چاہیے اور کیا نہیں ملنا چاہیے اور یہ بھی اُسے معلوم ہے کہ جب وہ نعمتیں بخشتا ہے تو بندے اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے تو لیکن اس کے باوجود اسے پسند ہے کہ بندہ اس سے مانگے اس سے دعا کرے، اور وہ جو نعمتیں عطا کرتا ہے وہ دوسرے لوگوں کو بتائے کہ نعمت خداوندی ہے۔ یہ ایک طرح سے اس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ اور دوسروں کو سکھانا ہے کہ اللہ ہی اپنی نعمتوں کی بارش کس طرح اپنے بندوں پر کرتا ہے اور جو اہلِ اللہ ہوتے ہیں جو اللہ کے قریب ہوتے ہیں اللہ کو اپنا جانتے ہیں اللہ سے اپنا معاملہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک صرف ایک ہی فکر ہے کہ رضائے الٰہی کے مطابق چلنا اور وہ ساری چیزوں کو اپنے دل سے نکال دیتے ہیں، صرف ایک ایسی چیز کو دل میں جگہ دیتے ہیں جو دوسری چیزوں کی طرح نہیں ہے اور وہ اپنی عادتوں کو دکھاوے اور نفاق سے

پاک کر کے خالص بناتے ہیں اور اپنے پروردگار کے لیے عبودیت کو ثابت کرتے ہیں، خالص بناتے ہیں۔ اور کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو ہوتے تو اللہ کے بندے ہیں لیکن مخلوق کے بندے بنے ہوتے ہیں، ریاء، نفاق بندے ہوتے ہیں، مخلوق، خواہشات، لذت اور دنیاوی آسائشوں کی طلب کرتے ہیں۔ اور بندگی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اور وہ دنیا کی پرستش کرتے ہیں اور پھر ان سے توقع کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید دنیا کی ہی پرستش کرنے سے ان کی آخرت سنور جائے گی۔ وہ دنیاوی نعمتیں تو لینا چاہتے ہیں لیکن ان نعمتوں کے عطا کرنے والے کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ اس کی رضا پہ چلنا چاہتے ہیں جو کہ زندگی کا اصل مقصد ہے اور جس مقصد کے لیے ہمیں اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اور لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی پرستش کا حکم دیا گیا ہے۔ اُسی کے لیے عبادت کو خالص بنایا جائے اور پھر اسی کے ساتھ حکم ہے کہ وہ خالق ہے اور اُس کی مخلوق کی خدمت کرو، اس کی مخلوق کے لیے بہتری پیدا کرو، آسانیاں پیدا کرو، محبت کرو، دعا کرو اور ہر طرح سے ان کی مدد کرنے کی کوشش کرو۔ اور جب اللہ کی رضا کے لیے اُس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرو تو اس میں نہ ریاکاری ہو، نہ نفاق ہو اور نہ دل میں کوئی کجی ہو۔ بلکہ پورے اعتماد و انجماد کے ساتھ مخلوق سے بھلائی کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور ہمیں آپؐ کے بعد بہت سے عالمِ دین نظر آتے ہیں، متقین نظر آتے ہیں، فقہاء اور محدثین نظر آتے ہیں تو یہ سب انبیاء کے وارث ہیں۔ لیکن محض علم حاصل کر لینے سے انھیں یہ مرتبہ نہیں مل جاتا، ایک عالم کے لیے علم حاصل کر لینے کے بعد اُس پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے یعنی عالم باعمل ہو۔ کیونکہ علم بغیر عمل کے مفید نہیں۔ اس لیے

جو بھی علم حاصل کریں وہ علم نافع ہو۔ اور وہ علم جو زیادہ دیر تک نفع نہیں دیتا اور قائم نہیں رہتا، اس طرح برکت چل دیتی ہے اور صرف پڑھنا پڑھانا باقی رہ جاتا ہے۔ اے علم پر عمل کے چھوڑنے والو کوئی تم میں سے ماہرِ لسانیات بن جاتا ہے، شعر گوئی کا ماہر ہے، عبارت آرائی کا ماہر ہے لیکن اُس کے پاس عمل نہیں اور نہ ہی اخلاص ہے۔ اور جو ہے وہ صرف دکھاوا ہے اگر ہمارا قلب مہذب ہو جاتا ہے تو ہمارے اعضاء بھی مہذب بن جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعضاء کا بادشاہ ہے۔ اور جب بادشاہ مہذب بن جاتا ہے رعایا بھی مہذب بنتی ہے، علم چھلکا ہے عمل اس کا مغز یا گری ہے۔ چھلکے کی حفاظت اس لیے کی جاتی ہے کہ اندر جو اس کے گری ہے وہ محفوظ رہے اور اگری کی حفاظت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس سے روغن نکالا جائے۔ جب چھلکے میں وہ گودا یا مغز ہی نہیں ہو گا تو خالی چھلکے کا کیا فائدہ اور جب اس میں روغن نہیں تو سوکھی گری کے لے کر کیا کیا جائے گا۔ علم جاتا رہا اس لیے کہ عمل جاتا رہا۔ عمل کے بغیر اس کا پڑھنا پڑھانا، حفظ کرنا کوئی نفع نہیں دیتا۔ اگر دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں تو اپنے علم پر عمل کریں اور لوگوں کو پڑھائیں اور تونگر بنیں اور اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں تو اپنے کچھ مال سے فقیروں کے غم خالی کریں۔ اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اللہ کی عیال ہے۔ اور حق تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے وہ ذات پاک ہے جس نے ایک دوسرے کو حاجت مند بنایا تاکہ دوسروں کی غم خواری کر کے ہر شخص نفع اٹھا سکے۔ اس میں اس کی بہت سی حکمتیں ہیں تو مال دار شخص تو مجھ سے دور بھاگتا ہے کہ کچھ دینا نہ پڑ جائے میں تجھ سے تیرے لیے ہی لیتا ہوں تاکہ تجھ کو نفع پہنچے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تم جو کچھ اللہ

تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہو اپنے لیے دیتے ہو نفع تمہیں ہی پہنچے گا۔ اور اللہ کے پاس عنقریب تونگری ملے گی ۔اور جو ہم سب کو بے نیاز بنادے گی۔ تو یہ سب چیزیں توجہ طلب ہیں۔ یعنی ہمیں اللہ کی رضا کی خاطر اپنے عمل کو ڈھالنا چاہیے جس سے ہم فیض حاصل کر سکیں اور دنیا کو فیض پہنچا سکیں۔ اللہ کی رضا حاصل کر سکیں اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا اور ان کی نفع رسانی کے لیے کام کرنا اور ان کو فائدہ پہنچانا اور ان کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت خدمت کے لیے تیار رکھنا یہ سب کام ہیں جو آپ کے علم کو نافع بناتے ہیں۔ یعنی جو کچھ آپ نے سیکھا آپ نے اس پر عمل بھی کیا اور جب آپ نے اس پر عمل کیا تو گویا آپ نے اللہ کے حکم کو مانا اور اگر آپ نے اللہ کے حکم کو مانا تو اللہ آپ کا ہو گیا۔ تو پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

31

دنیاو آخرت کی بھلائی

شکر الحمدللہ۔ ایک اور خوبصورت، بھیگی ہوئی اور نور سے روشن صبح طلوع ہونے والی ہے۔ اور اس وقت نور کے جلوے چاروں طرف بکھرے ہوتے ہیں۔ سب چرند پرند شجر و حجر نہا کر وضو کر کے رب کے دربار میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہیں۔ اور وہ پیارا رب بھی تو کس قدر مسکرا کر اپنے بندوں کی طرف دیکھ رہا ہے اور اُس کی رحمتیں چھلک چھلک کر باہر آ رہی ہیں۔ رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ تا کہ وہ اس وقت اپنے قریب موجود بندوں کو اُس سے نہال کر دے۔ اور یہ سب کچھ اُس کی عطا ہے کہ وہ اپنے گناہ گار بندوں پر اپنی مخلوق پر اپنی رحمت برسانا چاہتا ہے۔ تو اس کے لیے ہم بھی کس قدر شکر گزار ہیں کہ ہم اُس کی رحمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے بتائے ہوئے رستے پر چلتے ہوئے ہم دعا کرتے ہیں ،بے صبری نہیں کرتے، دعا کرتے ہیں اور دعا یہ کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم پر اپنی دنیا کو وسیع فرما، ہم کو تقویت بخش اور ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا ہمارے دل میں کثرت سے ہو۔ بلکہ اعتدال سے ہو۔ ہم دنیاو آخرت کی بھلائیاں مانگیں۔ مگر ایسا بھی نہ ہو کہ ہم صرف دنیا کے ہی ہو کر رہ جائیں اور آخرت سے غافل ہو جائیں۔ لیکن اگر ہم اپنا دل صرف دنیا میں لگا لیں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے تو یہ ہمارے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔ یہ دنیا فانی ہے، اس کا رنگ و روپ بدل جانے والا ہے اور اس کی تمام رونقیں عارضی ہیں۔ دنیا میں رہنے کی مثال ایسے ہے جیسے پانی پر ٹاٹ بچھا رکھا ہو یعنی یہ بے ثبات ہے۔ یہ فانی ہے اور بقاء

صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے۔ لہٰذا اپنے قلب کو اس کا ٹھہراؤ نہ بنائیں اور اپنا گھر نہ سمجھیں کیونکہ ہمارا گھر اور ٹھکانہ تو رب کے پاس ہے جو دائمی ٹھکانہ ہے۔ تو جب ہمارے اندر یہ خواہشات پیدا ہو جاتی ہیں تو ہم دنیا سے رغبت کو ختم کر لیتے ہیں، اور مخلوق پر توجہ دیتے ہیں اور اپنی عادات میں مثبت سوچیں شامل کر لیتے ہیں۔ تو ایک درجہ ترقی کر جاتے ہیں۔ جب دل قوی ہوتا ہے اور یہ درجے طے کرتا ہے تو پھر بندہ عارف بن جاتا ہے اور آخرت کو بھی اپنے قلب کا ٹھہراؤ نہ بنائیں بلکہ دنیا و آخرت میں اپنے مولیٰ کے قرب کو اپنا ٹھہراؤ قرار دیں۔ اصل چیز تو رب کی ذات ہے اگر اُس کا قرب پالیا تو سب کچھ مل گیا اور وہ اس دنیا میں چاہے ہم ہزاروں جائیدادیں بنالیں یہ ہمارے ٹھکانے نہیں ہیں کیونکہ وہ ہم کسی دوسرے کے لیے بنا کہ چھوڑ جائیں گے۔ ہم نے جو کچھ ساتھ لے کر جانا ہے وہ ہمارے اعمال ہیں جن سے ہمارا رب رب راضی ہو۔ اور اس میں حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی قضاء و قدر کی موافقت کرنا شامل ہو کہ تقدیر میں اُس نے لکھ دیا ہے۔ تو ہم دنیا میں روزی بھی تلاش کرتے ہیں، گھر بار بھی بناتے ہیں، علم بھی حاصل کرتے ہیں، مخلوق کی خدمت بھی کرتے ہیں اور بہت ساری عمارات ان کی آسائش کے لیے بھی قائم کرتے ہیں۔ کھانا پکانے، روٹیاں تیار کرنے اور لوگوں کی خاطر و مدارت کرنے میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ لیکن جو عارف ہوتا ہے سب کوششیں خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے ان میں سے ذرہ برابر نہیں کھاتا۔ یعنی جیسا کہ کہتے ہیں کی رزق میں صرف کھانا پینا شامل نہیں ہے باقی اور تمام چیزیں اولاد، آپ کا گھر بار، آپ کے ملنے جلنے والے سب چیزیں اس میں آتی ہیں۔ تو پھر قرب کیا ہے؟ قرب حق ہے۔ اللہ تعالیٰ قربِ حق ہے۔ اس میں اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ہم جو

ہیں انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کب ہماری خوراک کا بندوبست کرے گا، کب ہم افطار کریں گے اور دوسروں کی خوراک کے وقت روزہ دار بھوکا رہتا ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ عارف ہے۔ زاہد تو کھانے پینے کا روزہ رکھتا ہے اور عارف اپنے محبوب کے سوا سب سے پرہیز کرنے کا روزہ رکھتا ہے۔ پس وہ سدا بھوکا ہے کہ اپنے طبیب کے سوا کسی کے ہاتھ سے نہیں کھاتا۔ محبوب سے دوری اس کے لیے مرض اور اس کا قرب اس کی دوا ہے۔ اور زاہد کا روزہ صرف دن کا ہوتا ہے، عارف کو روزہ رات اور دن ہر وقت رہتا ہے۔ عارف عمر بھر کا روزہ دار اور ہر وقت کا تپ زدہ ہے کہ اپنے قلب سے ہمیشہ روزہ دار ہے اور اپنے باطن سے سدا مبتلائے بخار ہے اس نے جان لیا کہ اس کی شفاء صرف رب سے ملنا اور اس کا قرب ہے۔ تو میرے پیارے بچو! اگر ہم فلاح چاہتے ہیں تو دل سے دنیا کی خواہشات کو نکال کہ ان سے خوف رکھیں اور نہ ان سے کوئی توقع رکھیں نہ ان سے مانوس ہوں بلکہ مائل ہوں تو اپنے رب کی طرف مائل ہوں کیونکہ رب جتنی باتیں ہم کرتے ہیں وہ سب علم ہے اور علم ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں کیا کہنا ہے اور حکمت و روحانیت ہمیں بتاتی ہے کہ کب کہنا ہے۔ تو یہ سب باتیں کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم سب اس راہ کے مسافر ہیں جو عشق کی راہ ہے ہم عشق سمندر کے مسافر ہیں اور اس میں اُتر کر تیر کر کنارے لگ کر بھنور میں جا کر منجدھار میں ہر جگہ اس کو تلاش کر رہے ہیں اور ہمارا سفینہ کب کنارے لگتا ہے یہ تو اُس وقت کی بات ہے جب ہم اپنے رب کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی مخلوق کی محبت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس کی مخلوق کی محبت ہمارے دلوں میں صادق ہو جاتی ہے ہماری

اپنی ذات مٹ جاتی ہے تو رب ہمارا ہو جاتا ہے تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

32

نفسِ مطمئنہ کی تلاش

شکر الحمدللہ۔ پروردگار نے ایک اور خوبصورت نورانی، اُجلی صبح ہمیں عطا فرمائی اور ہمیں اپنی رحمتوں اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا موقع فراہم کیا اور ہمارے دل میں اپنی محبت، اپنی چاہت اور رسول پاک ﷺ کی محبت کو راسخ کیا اور ہمیں ان کی سنت پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے لیے اُس کا جتنا شکر ہم ادا کریں کم ہے۔ اور ہماری نیتوں کو بھی اس اُجلی صبح کی طرح نکھرا ہوا اور اُجلا کر دے۔ تاکہ ہماری نیت اور اعمال بھی نیک ہو جائیں اور ہم اپنی نیتوں کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیں۔ اس معاشرے کو بہتر بنانے کے لیے ربِ کائنات نے ہمیں ایک اور دن دیا اور سوچنا یہ ہے کہ آج ہم کریکٹر بلڈنگ کے لیے کیا کام انجام دیں گے۔ ہم ان حالات کا جائزہ لیں گے جس کی بناء پر معاشرے میں ڈیپریشن، پریشانیاں اور مسائل جنم لیتے ہیں۔ اور مسائل کوئی ایک دم سے پیدا نہیں ہو جاتے اس کے پیچھے بہت سارے واقعات کا تسلسل ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان ڈیپریشن کا شکار ہو جاتا ہے اور جو جو شخص ڈیپریشن کا شکار ہوتا ہے وہ معاشرے کا ایک کارآمد شخص نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ایک تو وہ خود اس میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں کو بھی اپنے اس ڈیپریشن سے متاثر کرتا ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ ہم کیوں ڈیپریشن کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کی ایک تو بڑی وجہ اللہ سے دوری ہے اللہ کے یقین سے دوری ہے

رسول پاک ﷺ کی تعلیمات سے دوری ہے۔ اور اپنے آپ سے پیار نہ کرنا سب سے بڑی وجہ ہے کیونکہ جب تک ہم اپنے آپ سے پیار کر کے اپنی اصلاح نہیں کریں گے ہم ایک معاشرے کے بہترین فرد نہیں بن سکیں گے اور ہمیں ہر روز اپنا احتساب کرنا ہے اور اس احتساب کے لیے ہمارے والدین کو ہمارے گھر میں رہنے والے بزرگوں کو ہمیں یہ بتانا ہو گا کہ یہ معاشرہ ہر فرد کے مثبت کردار سے بنتا ہے ۔یہاں ہر شخص کو منفی سوچ کو ختم کر کے مثبت فکر کو اپنا کر رب پر یقین اور بھروسہ کر کے ایک بہترین معاشرے کا فرد بننا ہو گا۔ کسی ایک چیز پر جب آپ کو کامل بھروسہ ہو جاتا ہے اپنے والدین پہ بھروسہ ہو ،اپنے اساتذہ پر بھروسہ ہو، اپنے ملک کے رہنماؤں پر بھروسہ ہو تو آپ کا دل مطمئن اور پر سکون ہوتا ہے۔ اور ذکرِ خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ محبت سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو نفرتوں کو توڑتی ہے ڈیپریشن ختم کرتی ہے خود اپنے آپ سے محبت اپنے اللہ سے محبت، اپنے ملک سے محبت اپنے معاشرے سے محبت، اپنے اساتذہ سے محبت اور ہر چیز کو اپنا سمجھنا، اپنائیت اختیار کرنا، ہر کام کو عبادت سمجھ کر کرنا، ہر کام کو ایک بوجھ نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھ کر سرانجام دینا۔ اور یہ سب جو رب کی نعمتیں ہیں ان کا شکر ادا کرنا۔ اور جو چیز نہیں ملی اس کے لیے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وقت پہ ہر چیز انسان کو مل جاتی ہے۔ لیکن اُس کے لیے پھر وہی بات کہ آپ اپنی سوچ کو مثبت رکھیں ،اللہ پہ بھروسہ رکھیں۔ رسول پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کریں۔ دیکھیں ان کی زندگی میں کتنی پریشانیوں کے باوجود کوئی منفی سوچ نظر نہیں آتی۔ اپنی میں کو ختم کریں۔ اپنے تکبر کو ختم کریں، اپنی انا کو ماریں اپنے نفس کو ختم کریں۔ نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ میں بدلیں

اور جس کے پاس نفسِ مطمئنہ ہے وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص ہے اور آپ بھی یقیناً وہ خوش قسمت ترین شخص ہیں جس کے پاس نفسِ مطمئنہ کی دولت ہے کیونکہ آپ اللہ کے بندے ہیں، اس اللہ کے بندے جو ستر ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندے سے محبت کرتا ہے۔ وہ رب آپ کا رب ہے اور پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

33

تین خوبیاں

شکر الحمدللہ۔ شکر الحمدللہ، شکر الحمدللہ۔ کن کن نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ میرے اللہ اس چمکتی صبح کا، اس نور کی بارش کا، ان عطاؤں کی بارش کا، اس کرم کی بارش کا، اس وقت کے ملنے کا، تجھ سے اور پیارے نبی پاک ﷺ سے ملنے کا اور دنیا کی ہر ایک نعمت جو تیرے شکر کی طرف مائل کرتی ہے اور ایک نفسِ مطمئنہ کی طرف لے کے جاتی ہے۔ اور اس سے جو سکونِ قلب ملتا ہے وہ دنیا کی بے پناہ دولتوں سے زیادہ قیمتی بھی ہے اور اُس کا کوئی بھی نعم البدل نہیں ہے۔ رب کریم ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں رب کریم ہمارے بچوں کے دلوں میں بھی اس یقین کو راسخ کر دے کہ سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔ اور جو کچھ تو کرتا ہے عطا کرتا ہے کبھی اچھا کرتا ہے کبھی برا کرتا ہے جو بظاہر برا نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر بھی تیری رحمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اے اللہ میرے بچوں کے یقین کو بھی کامل بنادے۔ ان کے ایمان کو پختہ کر دے اور وہ اس یقین کامل کو اپنا کر تیری رضا کی خاطر اور تیری رضا کو لے کر دنیا کی تمام منزلیں طے کر کے آخرت کی بھی تمام نعمتیں سمیٹنے کا باعث بن جائیں۔ اللہ سب کا بھلا سب کی خیر۔ جگ کا بھلا جگ کی خیر۔ دشمن کا بھی بھلا اللہ اس کو بھی کوئی تکلیف نہ دینا اور جو ہم سے دشمنی کریں اس کو بھی پیار کرنا اور ہمارے دل میں بھی اس کا پیار پیدا کرنا۔ تو پیارے بچو! تین خوبیاں انسان کو باکمال بنادیتی ہیں یہ یقینِ کامل، یہ محبت یہ خلوص اور عاجزی کا پیکر آپ کس طرح بنتے ہیں، کہ سب باتیں ٹھنڈے دماغ سے سوچی جائیں۔ کوئی بھی بات سن کر آپ کے دماغ میں طیش، غصہ یا تیزی نہ آئے۔ اور آپ سوچ سمجھ کر اس بات کو قبول کرنے کے بعد غور کرنے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے کریں۔ اور وہ بات کیا ہو، وہ بات میٹھی بات ہو، جو میٹھی زبان سے نکلی ہو۔ اور وہ میٹھی زبان سے نکلی ہوئی بات کیا ہوتی ہے وہ محبت ہوتی ہے۔ آپ یقین کیجیے میٹھی زبان سے

کڑوے تلخ لہجوں کو آپ میٹھا بنا سکتے ہیں۔ اور وہ مٹھاس اندر تک اُترتی چلی جاتی ہے۔ جن کے بھی لہجے آپ نے میٹھے دیکھے بے شک اپنی تلخ مزاجی کی وجہ سے آپ نے شاید موقع پر اس کو محسوس نہ کیا ہو لیکن وقت گزنے پر آپ کو احساس ہو گا اس شیرینی کا اس محبت کا جو آپ کے ساتھ اُس مٹھاس کی وجہ سے آپ کے دل دماغ سے چپک کر رہ جاتی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آپ کو محبت کی دولت بخش دیتا ہے اور وہ ٹھنڈا دماغ کس کو دیتا ہے جس کا دل نرم ہوتا ہے، اور جس کا دل نرم ہوتا ہے اس کے دل میں درد ہوتا ہے، ہر پریشانی پہ درد محسوس ہوتا ہے۔ ہر دکھ پہ درد محسوس ہوتا ہے۔ ہر اک اک تکلیف کو وہ محسوس کرتا ہے اور پھر اس کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو میرے پیارے بچو اگر آپ یہ تین خوبیاں اپنا لیں، ٹھنڈا دماغ، میٹھی زبان اور نرم دل تو رب العزت، رب کریم، رب رحیم آپ کا ہو جائے گا اور پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

34

بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت

شکر الحمد للہ۔ آج کی نورانی صبح میرے نبی کریم ﷺ کی سرزمین میں طلوع ہو رہی ہے۔ اور یہاں سے نکلنے والی نور کی کرنیں میرے دل کے گوشے گوشے کو منور کر رہی ہیں۔ اور ایک عجیب سی سرشاری اور خوشی کا سماں ہے۔ کہ میری آنکھیں آج دیارِ نبی میں کھل رہی ہیں۔ یہ فضا یہ ملک وہی ہے جہاں آپ ﷺ کی سانسوں کی خوشبو رچی بسی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے جلوے ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں۔ اللہ نور نبی کریم ﷺ کا ظہور روح کو ایک تازگی عطا کرتا ہے۔ لگتا ہے ربِ کائنات کچھ اور ہم سے قریب ہو گیا ہے کہ ہمیں اپنی باتیں اس کو سنانے میں آسانی ہو گئی ہے۔ ہم سب بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہیں۔ سب اطراف تہجد کی نماز کے لیے اذانیں بھی نمودار ہو رہی ہیں، فضاؤں کو معمور کر رہی ہیں۔ اور الحمد للہ ہم اسے کے سرور سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور یہاں اپنے ہر پیارے کے لیے اس گروپ کے ہر بندے کے لیے اپنے محبت کرنے والوں کے لیے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں۔

دورانِ سفر بھی یہ محسوس ہوا کہ ہمارے معاشرے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بے حد کمی ہے اور ہمارے بچوں کو یہ تربیت کم دی گئی ہے کہ انھیں اُسوہء حسنہ کے مطابق کیسے زندگی گزارنی ہے۔ اور قرآن کریم زندگی بسر کرنے کا کیا طریقہ بتا رہا ہے۔ ہم اپنے بچوں کو انگریزی سکول میں داخل کرنا اور پھر وہاں کے ماحول میں ان کو رچا بسا دیکھنا، ان کی زبان کو استعمال کرنا ان کے کلچر کو اپنانا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ لیکن میرے پیارے بے شک اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی

اداروں میں تعلیم دلوائیں اور ان کے لیے زندگی کے بہتر راستوں کا تعین کریں لیکن یہ ضرور جانچیے کہ کیا وہ تعلیمی ادارے ہمارے مذہب اور سنت کے مطابق بھی ان کو راستہ دکھا رہے ہیں؟ ان کی راہوں کا تعین کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ آپ کی حقیقی شناخت تو نہیں چھین رہے اور گھر میں بھی جب ان کی تربیت کریں تو محبت اور پیار دیں رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کیجیے۔ اور میری درخواست ہے اساتذہ کے لیے بھی اور والدین کے لیے بھی کہ اپنا مقام پہچانیے، اپنے منصب اور ذمہ داری کے مطابق اپنا کردار اپنائیے۔ بچے آپ کو ہی آئیڈیل بنا کر چلتے ہیں ان کے کردار کی تعمیر درست بنیادوں پر کرنے سے پہلے آپ اپنے کردار کو مضبوط بنائیں۔ اور عمدہ سانچوں میں ڈھالیں۔ اور میری میڈیا مالکان اور پالیسی ساز اداروں سے بھی گزارش ہے کہ پیسے کے حرص ولالچ سے ذرا آزاد ہو کر سوچیں کہ آپ کا عمل اور ترجیحات کس طرح معصوم کلیوں کو مسل دیتا ہے کیسا جان لیوا زہر ہے جو ان بچوں کے ذہنوں میں اتارا جا رہا ہے۔ میر اہلِ علم اور اہلِ نظر حضرات سے گزارش ہے کہ سب مل کر اس نظامِ تعلیم کو بدلنے کی سنجیدہ کوشش کریں یا پھر اپنی اس نئی نسل کو تباہ و برباد ہوتا دیکھتے رہیں گے۔ اگر متعلق ادارے اصلاحی تنظیمیں اور والدین اہلِ فکر و نظر سر جوڑ کر بیٹھیں اور پالیسی بنائیں کہ اپنے بچوں کی کردار سازی کیسے کرنی ہے۔ کیونکہ یہی بچے کل کے معمار ہیں انہوں نے ہی ملک کو تعمیر کرنا ہے، قوم کو بنانا ہے۔ تو بہتر یہی ہے کہ یہ بچے ایک اچھی سوچ اور ایک اچھی تربیت حاصل کر کے معاشرے میں آگے بڑھیں اور واقعی جو بچے اچھے گھروں سے اور اچھی تربیت کے ساتھ آتے ہیں وہ معاشرے کو بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تو اللہ پاک ہمیں توفیق دے کہ ہم سب مل کر ایک بہترین معاشرے کی تشکیل دے سکیں۔ اور ہم جہاں کہیں بھی جائیں اپنے ملک کے سفیر بن کر جائیں اور اتنا اچھا پیغام اپنے ملک کی طرف سے لے کر جائیں کہ تمام دنیا میں ہمارے ملک کا نام پہچانا جائے۔ اور اللہ رب العزت کی نظر میں بھی وہ مقام حاصل کریں کہ رب ہمارا ہو جائے اور پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

35

دعا رد نہیں ہوتی

شکر الحمدللہ۔ کس قدر پُر نور ہے یہ فضاء، معطر ہیں یہ ہوائیں جو ہمیں نوید دے رہی ہیں کہ ہمارا رب موجود ہے۔ ہماری شہہ رگ سے بھی قریب ہے۔ اور الحمدللہ ہم ان فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں۔ جو نبی پاک ﷺ کا ملک ہے اور ان کا وطن ہے۔ اور عجیب سے کیف و سرور کی کیفیت ہے روح میں سرشاری ہے اور ان سے ملنے کی بے قراری ہے۔ لیکن ہم حکمِ ربی کے منتظر ہیں اور اس وقت میں ہم دعا گو ہیں کہ یا اللہ ہمیں اور ہمارے پیاروں کو تمام بلاؤں کے شر سے محفوظ فرما۔ اے معبود! ہم تجھ سے ایمانِ کامل اور اطمینانِ قلب کی دولت کا سوال کرتے ہیں۔ اور اطمینانِ قلب جو ہے وہ قلب مطمئنہ ہے۔ جو ہمیں رب کے ذکر سے اور اپنے دلوں کو صاف کرنے سے ملتا ہے۔ اللہ سے جب ہم کچھ مانگتے ہیں تو اللہ ہمارے تو اللہ ہمارے سوال کرنے اور مانگنے کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ یا تو کہتے ہیں یہاں لے لو یا کہتے ہیں ابھی نہیں۔ یا فرماتے ہیں تمہاری مانگی ہوئی چیز سے بہتر عطا کرتا ہوں۔ اور یا کہ تمہارے مانگتے پر تمہاری فلاں مصیبت ٹال دیتا ہوں۔ اور یہ کہ تمہاری اس دعا کو آخرت کے لیے محفوظ کر دیتا ہوں۔ اب دیکھیے دعا رد نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوئی دعا رد نہیں فرمائی۔ اور اس کے لیے مختلف اوقات مقرر کر دیے ہیں۔ یا تو فوری دے دیا یا وہ ہماری آخرت کے لیے رکھ دیا گیا۔ یا اس سے بہتر چیز مل گئی یا مصیبت ٹل گئی۔ یا اس بے بہتر چیز کا وعدہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نہ ہمارے مانگنے سے ناراض ہوتا ہے نہ ہمارے نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔ اور نہ ہمارے کسی بھی غلط عمل سے ناراض ہوتا ہے ہاں اگر وہ ناراض ہوتا ہے تو رزق بھی نہیں چھینتا۔ آپ دیکھیں اگر رب ناراض ہو کر رزق چھین لیتا تو پوری دنیا کے لوگوں کے اور جو ہمارے اعمال ہیں تو بہت سے لوگوں کو رزق نہ مل رہا ہوتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو سجدوں کی توفیق چھین لیتا ہے تو

اس وقت آپ سمجھ لیں کہ رب آپ سے ناراض ہے۔ جب وہ آپ کو اپنے ذکر کی طرف متوجہ نہیں کرتا آپ کو سجدے کی طرف اور نماز کی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ بہر حال یہ ساری باتیں تو حکمِ ربی پہ اور رضائے رب پہ مشتمل ہیں کہ اس کی رضا جب حاصل ہو تو سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے اور ہمیں اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے اُسے اپنا بنانے کے لیے ہمیشہ اس کی رضا کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ کیونکہ رب کو اپنانا بہت ضروری ہے کیونکہ جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

36

رب کو حالِ دل سنائیں

شکر الحمدللہ۔ ایک اور خوبصورت نورانی صبح رات کی تاریکی کے بعد نمودار ہوئی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہمیں موت دیتا ہے اور پھر اس کے بعد زندگی دیتا ہے۔ اور جب رات کی تنہائی میں اُٹھ کر ہم اپنے رب کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو خود محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے دل سے نکلنے والی یہ آواز عرش معلیٰ سے ٹکراتی ہے رب کائنات جو نچلے آسمان پر جلوافروز ہوتا ہے اور ہم دعاؤں کے پر لگا کر سب کو لے کر اُس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور یہ ہماری پرواز ہماری روح کی پرواز ہے روح کی پراز اگر اللہ کی قدرت ہو تو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے اور ہم اس کے دربار میں حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے رب اور سب کو اپنی تدبیر اور قدرت سے سنبھالنے والے رب تجھ سے تیری رحمت کے ذریعے مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ ہر لمحہ ہماری ایسی مدد فرما کہ ہمیں اپنے سوا سب سے بے نیاز کر دے تُو ہی ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ وہی خدا ہے وہ حی قیوم ہے۔ وہی رحمتیں کرنے والا ہے اور ہم اپنے دل کی ہر بات جو کسی سے نہیں کہہ سکتے اپنے رب سے کہتے ہیں۔ اور اللہ ہر دکھ بھری داستان کو اور دل سے نکلی ہوئی دعا کو، دل سے نکلی ہوئی بات کو بڑے دھیان سے سنتا ہے۔ اور کچھ تکلیفیں کم بھی کر دیتا ہے۔ کچھ غم مٹا بھی دیتا ہے کچھ الجھنیں سلجھا بھی دیتا ہے اور کچھ الجھنیں سلجھنے سے رہ بھی جاتی ہیں۔ لیکن سوچنا یہ ہے کہ اگر ہمارے سارے غم دور ہو جائیں اور یہ زندگی ایک آسان زندگی بن جائے اور ہمارے تمام مسئلے سلجھ جائیں تو ہم میں اور ہمارے رب میں بات چیت بند ہو جائے۔ اور یہ یقیناً سب سے ناخوشگوار لمحہ ہوا جبکہ ہم اپنے رب سے بات چیت کرنا بند کر دیں گے۔ اور یہ بات چیت ہمیں رب سے قرب کا لمحہ عطا فرماتی ہے اور جب کہ ہم قرآن

پاک پڑھتے ہیں اس کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اُس سے بات کرتے ہیں۔ اس کے بھیجے ہوئے خط کو پڑھتے ہیں۔ اس کی تعلیم میں جو کچھ اس خط میں پیغام بھیجا ہے وہ دنیا تک پہنچاتے ہیں اور اپنے دل میں محبت کے چراغ جلا کر اس دنیا کو روشن کرتے ہیں اور یہ روشنی پھیلتی چلتی جاتی ہے۔ ایک دل سے دوسرے دل تک، اور پھر دوسرے سے تیسرے تک سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہوتے ہوئے یہ ہر دل کو منور کر دیتی ہے۔ اور اس وقت بھی وہ سب لوگ جو موجود ہیں، جو اپنے ربِ کائنات سے بات کر رہے ہیں۔ اس کو اپنے دل کا حال سنا رہے ہیں۔ خوش قسمت ترین لوگ ہیں۔ اپنے دل کا حال اس وقت ربِ کائنات کو سنانا کتنا اچھا لگتا ہے۔ تو آیئے ہم سب ربِ کائنات سے اپنے اپنے دل کی باتیں کریں۔ اپنے اپنے دل کا حال سنائیں ۔اپنے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کریں اور کوشش کریں کہ وہ ہمارا بن جائے کیونکہ نجات اسی میں ہے اور بات یہیں بنتی ہے کہ جب رب ہمارا ہو گیا تو پھر ہمیں کس چیز کی فکر کیونکہ جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

37

محبتوں کا صلہ

الحمدللہ۔ الحمدللہ رب العالمین۔ فبای اٰلآءِ ربکما تکذبٰن۔ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ واقعی وہ رحمان ہے، رحیم ہے، کریم ہے اور ہر روز ایک چمکتی صبح دے کہ ہمیں ایک اور دن اچھے کام کرنے کرنے کے لیے عطا کرتا ہے۔ اپنے سینوں کو اس نور سے منور کرنے کے لیے اور اللہ کا قرب پانے کے لیے اللہ کے بندوں اس روشنی میں اس نور میں اس نور کو سمیٹنے کے لیے اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اور ذکرِ الٰہی سے سینے منور ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کی محبت اور قرب ان کو اللہ کے اور نزدیک کر دیتا ہے۔ اور وہ اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اللہ کی رضا کی خاطر اور کوئی بھی چیز کوئی بھی دولت سچی محبت جیسی دولت نہیں ہوتی۔ غیر مشروط محبت آپ کو بچپن میں ملتی ہے۔ بچوں سے ملتی ہے۔ بچوں کا پیار بے لوث پیار ہوتا ہے۔ جو سچی خوشی دیتے ہیں۔ بچے جو حق اور سچ بولتے ہیں، بلکہ میٹھا میٹھا پیارا پیارا سچ بولتے ہیں اور اپنی پیاری حرکتوں سے بغیر کسی لالچ کے آپ کے دلوں کو مسرت سے بھر دیتے ہیں اور یہی محبت جوانی میں کمانی پڑتی ہے۔ اس سے مراد ہے کہ آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ہماری محبت آلودہ ہو جاتی ہے۔ اس پہ زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ خواہشات کا رنگ چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر حسد ولالچ میں ڈوبنے کا زمانہ آجاتا ہے۔ "میں" آپ کے اندر جنم لینے لگتی ہے۔ اور انا، تکبر غرور، حسد، خواہشات، نفسانی خواہشات اور نفسِ امارہ آپ پر غالب آنے لگتا ہے۔ اور ان سب کو ختم کرنے کے لیے آپ کو اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے۔ اور یہ وہ کرتے ہیں جو اللہ کے قرب کو پانا چاہتے ہیں۔ اور اللہ کی رضا پانا چاہتے ہیں۔ اور بڑھاپے میں یہ محبت مانگنا پڑتی ہے۔ اللہ کبھی کسی کا محتاج نہ کرے کیونکہ بڑھاپے میں انسان کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں تناؤ کم ہو جاتا ہے، یہ سوفٹ ہو جاتے ہیں، انسان کی طبیعت میں

شدت کی کمزوری آجاتی ہے اور وہ دوسروں کی طرف دیکھتا ہے کہ کوئی اس کو سہارا دے۔ کوئی اس کا سہارا بنے، کوئی اس سے محبت کرے تمام عمر جو اس نے محبت بانٹی ہے اس وقت اُسے اس محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہم محبت سے بڑی سے بڑی دیوار گرا سکتے ہیں۔ محبت سے پورا معاشرہ امن حاصل کر لیتا ہے۔ محبت دعا ہے اور نفرت بد عا ہے۔ کیسی بھی نفرت ہو، کیسا بھی دشمن ہو آپ کی محبت سے زیر ہو جاتا ہے۔ اور یہی محبت جب ہم رب کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ اور وہ پروردگار جو اس قدر جاہ و جلال کا مالک ہے پوری کائنات کا مالک ہے دو جہانوں کا مالک ہے وہ آپ کا ہو جاتا ہے۔ پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

38

رمضان المبارک کی برکتیں

شکر الحمدللہ، شکر الحمدللہ، شکر الحمدللہ کہ تُو نے خالقِ کائنات ایک اور نورانی صبح اور ایک بہت ہی نورانی دن، اور ایک بہت ہی نورانی زمین پہ ایک بہت ہی نورانی فضا میں یہ ماہِ رمضان مبارک عطا کیا۔ جس کی ہر سعادت نور ہے۔، اور جس کا ہر لمحہ نورِ الٰہی سے منور ہے۔ اور اس ہر وہ بات ہے جو نور ہے، رحمت ہے اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ اور اس میں صدقہ و خیرات کرنا بھی افضل ترین ہے۔ اور اللہ نے بھی ہر ایک کو اپنے نصیب سے عطا کیا یہ موقع یہ وقت بڑے مقدر سے ملتا ہے۔ رمضان المبارک کا پہلا روزہ پہلی سحری اور پہلا بابرکت دن اور اس کا آغاز ہو چکا اور ہمیں چاہیے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کریں اور اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کریں۔ اور روزہ جو ہے وہ صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اپنے نفس کو مارنے کا نام ہے۔ اپنے نفس سے نجات حاصل کرنے کا نام ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کو ختم کرنے کا نام ہے۔ اور اپنا مال اللہ کی راہ پر خرچ کرنے کا نام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ صحابہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پس انسان کا مال تو وہی ہے جس نے صدقہ و خیرات کر کے مال آگے بھیجا اور وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ گیا۔ آپ دیکھیے اس میں توجہ طلب بات ہے۔ ہم سوچتے ہیں جو ہم نے جمع کر لیا وہ ہمارا اپنا ہے۔ اصل میں ہمارا اپنا وہ ہے جو ہم نے خرچ کیا اللہ کی رضا کی

خاطر، اللہ کے بندوں کی خاطر، اللہ کی مخلوق پر بس وہ ہمارے لیے جمع ہو گیا۔ ہمارے رب کے ہاں اور ہمیں کئی گنا کر کے وہ اللہ تعالیٰ اس کا اجر عظیم دے گا۔ بلکہ جو ہم نے جمع کر لیا وہ تو وارثوں کا مال ہے۔ اور اس کا ہمیں کوئی قطعی فائدہ نہیں ہو گا۔ اور ہمیں وہ کام کرنا چاہیے جو ہمارے آخرت کے راستے کو اور ہمارے مرنے کے بعد جو آنے والی زندگی ہے، اس میں ہمارے کام آئے۔ اس میں ہمارے ہاتھ سے کی گئی خیرات ہماری طرف سے کی گئی نیکی ہماری طرف سے دیا گیا پیار، ہمارا اخلاق، ہماری زبان، ہماری تعلیمات یہ سب صدقہ جاریہ کے طور پر ہمارے عمال کے ساتھ شامل کی جائیں گی۔

اور یہی ہماری سب سے بڑی دولت ہے۔ اور رمضان المبارک میں تو ہر چیز کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور آپ کی ہر چیز عبادت بن جاتی ہے۔ وہ چیز وہ نیکی جو آپ اللہ کی خاطر کرتے ہیں، وہ اس کا اجر بھی بہت بڑھا کہ ملتا ہے تو کیوں نہ ہم عہد کریں کہ اس ماہ رمضان المبارک میں ہم اپنے نفس اور خواہشات اور اپنے اندر سے میں کو مار کے اپنے آپ کو دوسروں کی بھلائی کے لیے مختص کر دیں گے۔ اور ہم کوئی ایسا کام ہیں کریں گے جو ہمارے رب کی رضا کا باعث بنے۔ عبادات اپنی جگہ نفلی عبادات کریں، فرضی عبادات کریں، لیکن اُس کے ساتھ اپنے رویوں کو اپنے مزاج کو اور اپنے عمل کو ایسا رکھیں جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور یہ نہیں کہ تمام دن سو کر یا تمام دن ٹی وی دیکھ کہ تمام دن نیٹ پہ کام کر کے تمام دن کوئی گانے سن کہ ہمارا وقت جو ہے وہ گزر جائے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی کوشش کی جائے۔

رمضان میں ہر چیز کا ثواب ہے حتیٰ کہ سحری و افطاری کھانے کا بھی ثواب ہے۔ لیکن اس کے ساتھ سحری و افطا کروانے کا بھی ثواب ہے۔ اور اس کا بہت بڑا اجر ہے۔ کسی ایک بندے کو روزہ افطار کروانا بھی اللہ کے نزدیک بہت بڑی نیکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ جس سرزمین پہ ہم موجود ہیں اور وہاں خانہ کعبہ میں جو افطاری ہوتی ہے اس کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ فضاء ہی کچھ اور ہوتی ہے، وہاں موجود لوگوں کے دلوں کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمیں وہاں دن رات گزارنے کا موقع ملے اور وہ سعادتیں بھی نصیب ہوں جو روزہ رکھتے ہیں جو روزہ افطار کرواتے ہیں، جو روزوں کا اہتمام کرتے ہیں جو نیکیوں کا اہتمام کرتے ہیں جو اپنی زبان کو سنبھال کر رکھتے ہیں۔ جو اپنے دل و دماغ کو

ٹھنڈا رکھتے ہیں شدید گرمی میں بھی کھولتی ہوئی گرمی میں بھی ان کا مزاج گرم نہیں ہوتا۔ اور پھر وہ لوگوں کے ساتھ مل کر محبت و شفقت اور یگانگت کے ساتھ اپنے مال کو برابر میں تقسیم کر کے خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے کے تمام فیوض و برکات عطا فرمائے۔ اور اپنے حبیب بابرکت کے صدقے سے وہ ہم پر عنایات کی بارش بھی کرتا ہے۔ اس مہینے میں تو یقیناً سبز بارش کی طرح رحمت برستی ہے یا اللہ تعالیٰ ہم ان رحمتوں کے سمیٹنے والے بن جائیں اور تیرا قرب پا سکیں۔

کیونکہ جب کو تیرا قرب حاصل ہوتا ہے پھر تُو اُس کا ہو جاتا ہے۔ پھر جس کا رب اُس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆

39

رمضان المبارک میں اعمال کا اجر

شکر الحمدللہ۔ کہ آج کا دن بہت نورانی دن ہے۔ نورانی صبح ہے، مقدس صبح ہے، مقدس سرزمین ہے اور آج کا نور رمضان المبارک کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔ لوگ اس وقت اس نور کو سمیٹنے کی لگن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور الحمدللہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت رب کے حضور سجدہ ریز ہے اور اپنے اپنے گناہوں کی بخشش کی امید لیے اس کی رحمت طلب کر رہی ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا مغفرت اور تیسرا آگ سے نجات کا عشرہ ہے۔ اور اس رحمتوں والے وقت میں رب اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔ اور ہر طریقے سے آپ کو نوازنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب کہ یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اللہ کی ان رحمتوں کے کیسے سمیٹتے ہیں۔ روزہ ہم اس کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ویسے تو اس کے بہت فضائل ہیں یعنی پہلے کو ہم عام روزہ کہیں گے کہ یہ پیٹ بھرنے اور شہوت کو روکنے کا نام روزہ ہے۔ اور دوسری قسم کا روزہ کہ اپنی زبان کو اتمام اعضاء کو گناہوں سے روکیں، تیسرا خاص الخاص کہ دل کو بے کار خیالات اور اللہ سے دور کرنے والے افکار سے پاک کر دیں۔ اور اس کی یاد کے سوا ہر چیز سے رک جائیں۔ اس کے علاوہ بھی ہر نیکی روزہ دار کے لیے بے پناہ اجر کا باعث بن جاتی ہے۔ اتنا اجر کہ وہ آپ کے تصور سے باہر ہے کہ روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا اجر مقرر کیا ہے۔ اور اس کے ہر ہر نیک عمل پر اس کو بے پناہ اجر ہے بلکہ ہر اجر ستر گنا سے زیادہ بڑھ کر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اور ان نیکیوں میں ایک اور نیکی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے وہ چاہے کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کے لیے اجرِ عظیم کا باعث بن جاتی ہے جب آپ کسی کا روزہ ایک کھجور سے بھی افطار کرواتے ہیں۔ اور اس مہینے

میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا گیا مال، اللہ کو بہت محبوب ہے اور ان لوگوں کا خیال کرنا جو اس کو پورا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو ہمیں اپنے قرب وجوار میں دیکھنا چاہیے کہ وہ کون لوگ ہیں جو پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا سکتے، سحری افطاری نہیں کر سکتے، ان کے لیے آپ بندوبست فرمائیں، آپ صاحبِ استطاعت تو دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اللہ کی رحمتوں کے حق دار بن جائیں۔ کیونکہ عبادتیں آپ کے لیے ہیں۔ ریاضتیں آپ کے لیے ہیں۔ وہ اللہ کا اور آپ کا معاملہ ہے اور اس کا اجر بھی بے پناہ ہے۔ لیکن آپ کے اعمال جو اس کی مخلوق کے ساتھ ہیں وہ اللہ کو عام دنوں میں بہت محبوب ہیں۔ اور ان دنوں میں تو وہ اپنے روزہ دار بندوں کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے اور اس کا مقصد انسانوں کی تربیت کرنا ہے۔ تا کہ وہ ان اوقات کو یا اس وقت کو جان سکیں کہ بھوک کیا چیز ہوتی ہے۔ جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو کیا محسوس کرتا ہے اور پھر اس پہ خود کو قابو کیسے پاتا ہے۔ اور جب انسان یہ سیکھ جاتا ہے اس مہینے کی تربیت پوری ہو جاتی ہے تو پھر رب اس کا ہو جاتا ہے اور یہ اگر آپ اس پر عمل پیرا رہیں تو رب ہمیشہ کے لیے آپ کا ہو جاتا ہے اور پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

40

رمضان اور اپنا محاسبہ

شکر الحمد للہ ایک اور خوبصورت نورانی مقدس رات جب رب کریم ہمارے بہت قریب ہے اور نور ہی نور چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اللہ کی رحمتیں برس رہی ہیں۔ ماہِ مقدس رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی رحمتوں کو سمیٹ سکیں۔ اس میں ویسے تو یہ سب کام جس میں ذکر کرنے لگی ہوں صرف ماہِ رمضان میں اسے نہیں روکنا چاہیے بلکہ ہر وقت ان چار خطرناک کاموں سے خود کو دور رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس رمضان میں سب کی بخشش کی جائے گی، اور دوسرا اس کا مغفرت کا عشرہ شروع ہو گا رحمتیں برسانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ رحمتوں کے ساتھ مغفرت اپنے بندوں کی قبول کرنا شروع کریں گے۔ مغفرت کا عمل شروع ہو گا لیکن وہ شخص نہیں بخشا جائے گا جو شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بالکل ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اس کی مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا۔ اور دوسرا وہ جو والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ والدین کی ہر صورت خدمت، ان سے پیار اور پیار سے دیکھنا اور مسکرا کہ دیکھنا اور اُف نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی عبادت ہے۔ جس کا اجر جو ہے وہ آپ کے تصور سے باہر ہے۔ اور اس ماہِ رمضان المبارک میں ہر عبادت کا ثواب اسی سال کی عبادت کے برابر ملتا ہے۔ اور اگر اپنے والدین کی آپ خدمت کرتے ہیں تو آپ سوچیے کہ کتنا اجرِ عظیم آپ اس کے لیے پاتے ہیں۔ اور تیسرا وہ جو صلہ رحمی نہ کرنے والا، لوگوں کو تنگ کرنے والا، لوگوں سے تعلق توڑنے والا، بھائی سے دشمنی کرنے والا، ہر ایک کو برا بھلا کہنے والا اللہ تعالیٰ کو قطعی پسند نہیں۔ اور وہ اس کی مغفرت

نہیں فرمائیں گے۔ اس کے بعد ہے کینہ پرور لوگ جن کے دل میں کینہ ہے بغض ہے، انا ہے اور وہ بظاہر یہ نظر آتے ہیں کہ وہ آپ کے دوست ہیں۔ کینہ پرور شخص منافق ہوتا ہے۔ اپنے دل میں بغض رکھنا ہے اور اللہ کی مخلوق سے نفرت کرتا ہے اور للہ کو اپنی مخلوق سے نفرت کرنا کینہ رکھنا، بغض رکھنا سخت ناپسند ہے۔ اللہ تو پیار ہے، پیار کو پسند کرتا ہے۔ پیار دعا ہے نفرت بدعا ہے۔ تو اس ماہِ مقدس میں اس عمل کو ضرور جاری رکھیں کہ محبتیں بانٹیں، محبتیں لیں، محبتیں دیں اور یہی محبت اپنے رب سے کریں۔ اور پیارے نبی ﷺ کا اتباع کرنا ان سے محبت کرنا ہے۔ عشقِ مصطفیٰ کریں، وصفِ مصطفیٰ کو اپنائیں۔ اور جو شخص یہ سارے کام اپناتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ اللہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا، ہے کوئی توبہ کرنے والا، ہے کوئی بخشش مانگنے والا، ہے کوئی مغفرت مانگنے والا تو آیئے ہم اس ربِ کائنات سے سب کے لیے مغفرت طلب کریں۔ اور ان چاروں برائیوں کو جو کسی کے اندر موجود ہیں تو وہ ختم کر دیں۔ اور اللہ آپ کا ہو جائے گا۔ تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

41

رمضان المبارک میں عبادات کا ثواب

شکر الحمدللہ۔ روزِ روشن کی طرح رات کا پچھلا پہر اور اس وقت رب کائنات سے باتیں کرنا، اس کے حضور سر بسجود ہونا۔ اتباعِ رسول ﷺ کرنا۔ اور یہ ماہِ رمضان المبارک جس کے روزے ہم پر فرض کئے گئے اور ان روزوں میں اللہ کے اجر و رحمت کو سمیٹنا۔ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ " اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے ان پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے"۔

بے شک ان فرض روزوں کی بہت فضیلت ہے۔ یہ گنتی کے چند دن ہمارے لیے بہت بڑی بخشش اور رحمت کا سامان لے کر آتے ہیں۔ اور پھر دین میں جبر نہیں جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ گنتی کے دن بعد میں بھی پورے کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین میں کتنی آسانیاں پیدا فرمائی ہیں اور ایک ایک نیکی کے بدلے ماہِ رمضان المبارک میں کتنی زیادہ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ وہ لوگ جو پہلے تھے ان کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور یہ سوال کیا گیا اللہ سے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمریں زیادہ تھیں تو انہوں نے اتنے نیک عمل کیے جو ان کے اعمال نامے میں لکھے گئے۔ تو امتِ محمدیہ کی عمر تو بہت کم ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ماہ رمضان المبارک اور اس میں شبِ قدر عطا فرمائی جس کی فضیلت کہ وہ ہزار راتوں سے بھی زیادہ بہتر ہے اور اس کا بھی جو ثواب ہے وہ ہمیں کسی اور مہینے میں نہ کسی اور دن میں نظر نہیں آتا۔ جتنا ثواب روزے کا ہے۔ اور اس کی قضا کوئی نہیں ہے۔ روزے کے بدلے روزہ ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو تو اس وقت اس کی چھوٹ دی گئی ہے۔ کہ جب آپ سفر کی حالت

میں ہوں اور آپ کو مشکل پیش آ رہی ہو تو آپ وہ گنتی کے دن بعد میں پورے کر لیں یا بیمار ہوں۔ اس کے علاوہ جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کا جو اجر رکھا ہے وہ ہمارے تصور سے بھی بڑھ کہ ہے۔ کہ اس ماہ میں ہر نفل بھی فرض کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اور فرض جو ہے اس کا حساب بے حساب ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی یہ رحمتیں تمام مہینے میں نازل فرماتا رہتا ہے۔ دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے رزق میں فراخی و کشادگی عطا کرتا ہے۔

اور اس کی عطائیں اگر ہم گننے لگ جائیں تو ہمارے پاس نہ طاقت ہے نہ جراءت ہے اور نہ الفاظ ہیں۔ اور ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ فبایِّ اٰلآءِ ربکما تکذبان۔ اور اللہ تعالیٰ نے روزوں کی طرح پانچ نمازیں ہم پر فرض کی ہیں۔ اور ان نمازوں کا پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنا ہے صرف یہی نہیں کہ روزوں کے دنوں میں آپ نمازیں پڑھنا شروع کر دیں اور رمضان کے بعد اس عمل کو ترک کر دیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں یہ نظر نہیں آتا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں نماز کو چھوڑا ہو۔

اور جو نفلی نمازوں میں اپنی امت کی آسانی کی خاطر کبھی کبھی ناغہ کیا جیسا کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز بھی کسی دن نہیں پڑھی تو ان کا مقصد یہ تھا کہیں یہ نماز بھی فرض نہ کر دی جائے۔ اور یہ نفلی عبادات ہیں، جن کا اجر رمضان میں بڑھ جاتا ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے تو وہ عام دنوں میں بھی بہت خشوع و خضوع کے ساتھ نفلی عبادات کرتا ہے۔

اور نماز تو ہمارے رب کے آگے حاضری ہے، پیشی ہے۔ رب سے باتیں ہیں گفتگو ہے اپنی بندگی کا اظہار کرنا ہے آپ دیکھیں کہ الحمد شریف میں ہم اللہ سے دعا کر رہے ہیں، نماز میں سب دعا ہے۔ اور وہ التحیات جب ہم پڑھتے ہیں تو وہ بھی اللہ سے ہماری گفتگو ہے۔ مانگ رہے ہوتے ہیں۔ دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا پڑھ رہے ہیں تو وہ ہم دعا کر رہے ہیں۔ اللہ کی حمد و ثناء کر رہے ہیں۔ تعریف کر رہے ہیں۔ اور رکوع و سجود کرتے ہوئے اپنی بندگی کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس کے بتائے ہوئے رستے پر ہم چلتے رہیں۔ یہ نور ہمارے دلوں میں اور روشن ہو جائے۔ ہماری نمازوں میں خشوع و خضوع پیدا ہو۔ ہم ایک اچھے مسلمان بن سکیں۔ اچھے انسان بن سکیں۔ اور ایک اچھا انسان اور پھر

اچھا مسلمان تو سونے پہ سہاگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت پانے کا یہ ماہِ مبارک بہترین ذریعہ ہے۔ اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ ہمیں اس ماہِ مبارک میں اپنی قربت عطا فرمائے۔ اپنی محبت عطا فرمائے اور وہ رب ہمارا ہو جائے تو پھر جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆

42

رب کے حضور جھک جائیں

شکر الحمدللہ کہ تُو نے ہمیں اپنی نعمتوں سے روشناس کروایا، ہمیں پہچان کروائی اپنے نور کی، نورانی وقت کی، نورانی رستوں کی، نور والے کام کی، نور اور ہدایت سے بنے ہوئے رستے کی اور اُس پر چلنے کی، اور اُس سے جو گروہ تشکیل پایا تیرے پیارے بندوں کا گروہ جنہیں تُو نے اپنی رحمتوں سے چُنا، ان کی پہچان تیری پہچان سے ہے۔ اور جو لوگ ان لوگوں کو پہچانتے ہیں تو اللہ کے واسطے سے پہچانتے ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے عزت کرتے ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے یاد رکھیں کہ اللہ کے ساتھ خلوت میں ہم کیسے ہیں ہم اس وقت میں جب کوئی نہیں ہوتا جب وہ ہوتا ہے اور ہم ہوتے ہیں آپ ہوتے ہیں اللہ کو پکارنے والے تو اُس وقت دلوں کی کیفیت کیا ہوتی ہے، کیا ہمارا بھروسہ اور یقین کا اُس پہ بڑھ جاتا ہے کیا ہم اُسے دل کی گہرائیوں سے پکارتے ہیں۔ کیا ہم اُس کے بتائے ہوئے رستے کو جو نور سے بنا ہوا ہے، جس میں روشنی ہی روشنی ہے اور جس میں اُس کا جلوہ ہی جلوہ جس میں وہ خود جلوہ گر ہے کیا اُس کے جلوں سے ہم متاثر ہوتے ہیں۔ اور کیا اُسے دیکھ کہ ہمارے آنسو نکل آتے ہیں۔ اُسے دوری کی بنا پر، حالانکہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی دور نہیں ہوتا وہ تو ہماری رگ و جاں کے قریب ہے ہماری سانسوں سے بھی زیادہ قریب، ہماری دھڑکنوں میں بسا ہوا ہے۔ جب کہ وہ اتنا قریب ہے تو اپنی مصیبت کا شکوہ کسی سے کیوں کریں۔ اپنے دکھوں کا مداوا کسی سے کیوں مانگیں۔ اپنی تکالیف کا علاج کسی سے کیوں طلب کریں۔ تین کام ایسے ہیں جس کو کرنے سے ابنِ آدم کے سارے کام اُس کے قابو میں آجائیں گے کہ اپنی مصیبت کا شکوہ کسی سے نہ کریں

،اور رب کو بھی اس کا ذمہ دار نہ ٹھہرائیں۔ اُس کی مدد طلب کریں۔ اپنی بیماری کسی کو مت بتائیں۔ اور اپنی زبان سے اپنی خوبیاں نہ بیان کریں۔ عاجز و فقیر بن کہ اُس کے اور اُس کے بندوں کے سامنے بھی سر جھکا کہ نظریں جھکا کہ ادب سے تعظیم سے کھڑے رہیں۔ اور پھر اُس کی رحمتوں کا انتظار کریں اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ جب ہمارا یقین کامل ہو اور اتنا کامل ہو جائے کہ وہ الحمد بن جائے۔ اور اُس کے علاوہ کوئی کلمہ ہماری زبان پہ نہ ابھرے وہ ہو ہم ہوں، بس وہ ہو ہم ہوں، وہ ہو ہم ہوں۔ اور پھر وہ ہمارا ہو گیا تو پھر سب ہمارا ہو گیا۔ تو جس کا رب اس کا سب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

43

دعا

حاضر ہیں تیرے دربار میں آقا جہاں لفظ نہیں۔ تجھ سے بیٹھ کہ تجھے دیکھنا، خاموشی سے تیرے قدموں میں بیٹھ جانا اچھا لگتا ہے۔ اور جی چاہتا ہے تیرے قدموں میں بیٹھ جائیں آنکھوں سے آنسو بہتے رہیں تو ہمیں تکتا رہے تیرا پیار ہمیں ملتا رہے۔ اور ہمارا یقین کامل ہوتا رہے ہمارے الحمد کی طاقت بڑھتی چلی جائے اور ہمارا یقین اور بھروسہ اتنا کامل ہو جائے کہ اس بھروسے کے آگے ہمیں بڑا سے بڑا دریا اور سمندر عبور کرنا مشکل نہ لگے اور یہ سب کچھ تیری محبت اور تیرے پیار سے ممکن ہے دنیا کی بڑی سے بڑی تکلیف تیری اس ممتا سے دور ہو سکتی ہے تو ہم سب حاضر ہیں آنکھیں بند کر کہ جھولیاں پھیلا کہ تیرے دروازے پہ دستک دیتے ہیں اور اُس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک ہمارے دلوں کو سکون نہیں مل جائے گا اور تیرا پیار ہمارے ہر دکھ کا مداوا بن جائے گا۔ تیرے پیار سے ہماری جھولیاں بھر جائیں گی۔ تو ہماری ہر سوچ کو تعبیر دے گا اور اُسے بہتر بنا دے گا ہم تیرے پاس آ گئے تو بہتر جانتا ہے ہم آ گئے ہیں، ہم آ گئے ہیں اے اللہ۔ ہم کتنے لوگ ہیں پکار رہے ہیں تجھے۔ تُو تو رحمان ہے اور ہم رحمان کو پکار رہے ہیں۔ اللہ۔۔ اللہ۔۔ اللہ

44

دعا

آقا کے دربار میں حاضری کا وقت ہوا جاتا ہے۔ ویسے تو ہم ہر وقت اُس کے حضور حاضر رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اندر اُترنے والی ہر بات جو ہمیں عمل پر آمادہ کرتی ہے اور جو آواز ہمیں اپنے دل کے اندر سے آتی ہے اور اُس آواز کے پیچھے ہم چلتے ہیں اور کام کرتے ہیں، یہ رب کی آواز ہوتی ہے جو ہمیں پیغام دے رہا ہوتا ہے، رستہ دکھا رہا ہوتا ہے۔ اب یہ ہماری سوچ پر منحصر ہے کہ ہم اُس کی اس آواز کو کیسے سنتے ہیں اور اس کو کیسے اپنی آواز بناتے ہیں اور اس کو جب ہم عمل کرتے ہیں تو اللہ کی رضا سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ اور ہر فعل کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے لیتے اور جب ہمیں کوئی عزت ملتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارے عمل کی وجہ سے ہے، کہ ہمارے اندر یہ چیز تھی جس نے ہمیں اس کے قابل بنایا اصل میں ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ سب چیز تو ہمیں رب کی عطا سے حاصل ہوئی۔ رب نے ہمیں عطا کیا اور ہم نے اُس کی اطاعت کی۔ تو ہم ہر وقت اپنے آپ کو رب کے حضور حاضر سمجھیں اور جو جو احکام ہمیں وہاں سے ملتے ہیں اُس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اور دنیا میں بھی رہنے کا حکم رب نے دیا ہے اور دنیا رہبانیت کا حکم نہیں دیا۔ ہنسنا، کھیلنا، پہننا، اوڑھنا، صفائی ستھرائی، گھر، گھر داری، رشتہ داری سب کچھ نبھانے کو کہا ہے، تو محبت یہ چیز محبت کو جنم دیتی ہے اور پھر سب کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے اور دل کو صاف رکھنے کا حکم دیا ہے تو ہم ہر روز اپنی کثافتوں کو دھوتے رہتے ہیں دھوتے رہتے ہیں پھر کثیف ہو جاتے ہیں پھر دھوتے ہیں پھر اس عمل سے گزرتے ہیں اور پھر حاضری کے لیے

تیار ہو جاتے ہیں۔ تو اے اللہ اس وقت سب بچے، بڑے بزرگ ہم سب تیرے دربار میں جھولیاں پھیلائے حاضر ہیں۔ بہت شرمندہ ہیں کہ ہم پوری طرح سے سنور نہیں پاتے۔ ہمیں مکمل طور پہ اپنے قابل بنالے۔ ہمیں مکمل طور پہ اطاعت گزار بنالے۔ ہمیں مکمل طور پہ اپنے عمل کو ٹھیک کرنے کے قابل بنادے اور ہمیں مکمل طور پہ منفی سوچوں سے نجات دے دے۔ اے اللہ ہمارے اندر منفی سوچیں جنم نہ لیں تاکہ ہمارے اندر کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں۔ تو اے اللہ ہم تجھے بڑی محبت سے پکارتے ہیں ہماری فریاد کو سن لے اور ہم تیری گود میں سر رکھ کہ تجھ سے لپٹ کہ تجھ سے پیار کر کہ وہ پالیں جو تُو ہمیں دینا چاہتا ہے۔

اللہ۔۔ اللہ۔۔ اللہ

☆☆☆☆☆☆

45

دعا

شکر الحمد للہ۔ اللہ نے ہمیں ایک اور خوبصورت، روشن اور نورانی دن عطا کیا۔ اور اس کے اذن سے اتنی خوبصورت صبح عطا ہوئی کہ جس نے چاروں طرف روشنیاں ہی روشنیاں بکھیر دی اور ہر شے اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کر رہی ہے۔ کتنا خوبصورت سماں ہے۔ دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھے ہیں جھولیاں پھیلی ہیں اور بار گاہِ رب العزت میں پیش ہونے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ اس رب کے حضور جس نے اپنے اذن سے اپنی رضا پہ راضی رہنے کا طریقہ سکھا دیا۔ اور ہمیں یہ شعور عطا کیا کہ ہم یہ جان لیں کہ وہ ہمارے دلوں میں موجود ہے اور ہمیں اپنے دلوں کو صاف رکھنا ہے۔ اور وہ رب العالمین ہے اس لیے اس کی رضا کے لیے اُس کی مخلوق سے پیار کرنا ہے اور دعا سب کے لیے مانگنی ہے سب کا بھلا مانگنا ہے۔ جگ کا بھلا جگ کی خیر مانگنی ہے۔ ہم حاضر ہیں آقا تیری چوکھٹ پہ دعا کی دستک دینے کے لیے اور تُو بھی منتظر ہے ہماری دستک کا تا کہ تُو اپنی شانِ کبریائی دکھا سکے اور عطا جو دو سخا کیا ہوتی ہے یہ بتا سکے۔ اور ہم نے بھی تو اسی مان سے تیرا در کھٹکھٹایا ہے۔ اور تو ان شاء اللہ ضرور ہمارے مان کو پورا کرے گا اس مان کی لاج رکھے گا یا رب۔ ہم اس امید سے تیرے در آئے ہیں کہ تیرا در بہت بڑا ہے تو دونوں جہانوں کا رب ہے۔ تُو ہماری جھولیاں بھر دے گا۔ میرے مالک ہم تیرے احساس کو اپنے دلوں میں محسوس کر رہے ہیں۔ تیرے سامنے گردن جھکائے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ کیونکہ دل میں تُو نظر آ رہا ہے اور تیرے سامنے پیش ہو کر تیرا جلو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں تاب عطا فرما۔ ہم حاضر ہیں۔ لبیک اللھم لبیک۔۔ لبیک اللھم لبیک ۔۔۔ لبیک اللھم لبیک۔۔ اور ہم مل کہ پکارتے ہیں۔ تُو یقیناً ہماری آواز کو سنے گا اور ہمیں اپنے در سے عطا کرے گا۔ ہمارا مان رکھے گا۔۔ اللہ۔۔ اللہ۔۔ اللہ